سلسلہ صلاح وفلاح 4

کلمۂ توحید

لا إلٰه إلا الله

فضائل، معنی، شرائط اور نواقض

تالیف:

فضیلۃ الشیخ عبد الرزاق بن عبد المحسن البدر حفظہ اللہ

مترجم:

محمد حامد مدنی حفظہ اللہ

(استاذ جامعۃ الفلاح، حیدر آباد)

تقریظ:

فضیلۃ الشیخ انیس الرحمن اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ

دار ابن حسین

DAR IBN HUSSAIN

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں ©

کلمۂ توحید

لا إله إلا الله

فضائل، معنی، شرائط اور نواقض

تالیف:
فضیلۃ الشیخ عبد الرزاق بن عبد المحسن البدر حفظہ اللہ

مترجم:
محمد حامد مدنی
(استاذ جامعۃ الفلاح، حیدر آباد)

تقریظ:
فضیلۃ الشیخ انیس الرحمن اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ

دار ابن حسین
DAR IBN HUSSAIN

نام کتاب : کلمہ توحید لا إله إلا الله فضائل، معنی، شرائط اور نواقض

تالیف : فضیلۃ الشیخ عبد الرزاق بن عبد المحسن البدر حفظہ اللہ

مترجم : محمد حامد مدنی حفظہ اللہ

تقریظ : فضیلۃ الشیخ انیس الرحمن اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ

ڈیزائننگ : البر گرافیکس

طبع اول : جولائی 2023 / ذوالحجہ ۱۴۴۴ھ

تعداد : 1000

صفحات : 84

ناشر : دار ابن حسین

ملنے کا پتہ:

مسجد الفرقان

ملے پلی، حیدرآباد

Masjid Al-Furqan,

Mallepally, Hyderabad

Dar Ibn Hussain (daribnhussain@gmail.com)

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
❁ عرضِ ناشر	5
❁ تقریظ	7
❁ عرض مترجم	9
❁ شیخ عبدالرزاق البدر کی مختصر سوانح	12
❁ مقدمۂ مولف	16
❁ کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کے فضائل	17
❁ کلمۂ توحید کے فضائل احادیث کی روشنی میں	29
❁ لا الہ الا اللہ کے شروط	40
❁ کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کا معنی ومفہوم	53
❁ شہادت لا الہ الا اللہ کے نواقض	65
❁ اللہ کے اسم مفرد ظاہر یا ضمیر کا تنہا ذکر کرنے کی قباحت کا بیان	75

عرضِ ناشر

توحید ایک عظیم نعمت ہے، انبیا و رسل کی بعثت کا بنیادی مقصد یہی توحید ہے، دنیا کی سب سے بڑی دولت بھی یہی توحید ہے، جنت میں داخلے اور جہنم سے نجات کا دارومدار اسی توحید پر مبنی ہے، اور امن و شانتی کے حصول کا ذریعہ بھی یہی توحید ہے۔

اسی توحید کی اہمیت کے خاطر انبیا و رسل کے دور سے اس کی نشر و اشاعت کا کام آج تک جاری و ساری ہے۔ سورۃ الذاریات کی مشہور آیت کریمہ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے بعض مفسرین نے "لِيَعْبُدُونِ" کی تفسیر "لیوحدون" سے کی ہے، جس سے توحید کی اہمیت اور اجاگر ہو جاتی ہے۔

زیر مطالعہ کتاب بھی اسی کی ایک کڑی ہے جس کے مؤلف فضلیۃ الدکتور عبدالرزاق بن عبدالمحسن البدر حفظہ اللہ ہیں جنھوں نے اس کتاب کو عربی زبان میں لکھا ہے اور یہ اس کا اردو ترجمہ ہے۔

ہمارے لیے بڑی ہی سعادت و شرف کی بات ہے کہ ہمارا ادارہ اس قیمتی کتاب کا اردو ترجمہ عوام الناس و طلبۃ العلم کے فائدے کے لیے طبع کر رہا ہے۔ اس موقع پر ہم اللہ ﷻ کے بعد شیخ محمد حامد سلفی مدنی حفظہ اللہ کے بہت ممنون و مشکور ہیں جنھوں نے ہماری

پیشکش کو قبول کرتے ہوئے اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا فجزاہ اللہ خیرا ونفع اللہ بہ.

اس کتاب کی تکمیل میں مدد کرنے والے سارے ہی علمائے کرام ومعاونین حضرات کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں بالخصوص استاذ الاساتذہ شیخ انیس الرحمن اعظمی حفظہ اللہ کے ہم ممنون ومشکور ہیں جنھوں نے اس کتاب کی تقریظ لکھی فجزاہ اللہ خیرا۔

آخر میں ہم قارئین سے التماس کرتے ہیں کہ اگر اس کتاب میں کسی بھی قسم کی غلطیاں یا ملاحظات نظر آئیں تو ادارہ کو مطلع کریں۔

اللہ تعالی اس کتاب کو امت کے حق میں مفید بنائے، اور کتاب کے مؤلف، مترجم اور پڑھنے والوں کے حق میں اس کتاب کو حجت بنائے۔ آمین یارب العالمین

وصلى الله تعالى على محمد وعلى آله وصحبه أجمعين

دار ابن حسین

۲۳ ذوالحجہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۲ جولائی ۲۰۲۳ء

تقریظ

الحمد لله وكفى، وسلام على عباده الذين اصطفى. أما بعد:

مذکورہ کتابچہ کا میں نے مطالعہ کیا، ایک صاحب ناصر یافعی حیدرآبادی صاحب نے مجھ سے درخواست کی کہ اس پر ایک نظر ڈال کر چند لفظ لکھ دوں، تاکہ اس کو طبع کر کے مفت تقسیم کیا جائے۔

ہندوستان میں توحید کی اہمیت کو بہت کم لوگ جانتے ہیں، نماز کے روزے وغیرہ کے مسائل پر لوگ لکھتے بھی ہیں، بولتے بھی ہیں، مگر جو دین کی اساس اور بنیاد ہے اس پر نہ لوگ بولتے ہیں نہ لکھتے ہیں، الا ماشاء اللہ۔

توحید کی اہمیت وفضیلت کو عرب کے لوگ جانتے ہیں، اور خاص کر سعودیہ کے علما، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ عرب ممالک مثلاً سعودیہ، قطر، خلیجی ممالک بحرین وغیرہ میں ایک درگاہ نہیں ہے۔

ہندوستان میں مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھی تو اتنی مقبول ہوئی کہ ان کی کتاب پڑھ کر لاکھوں لوگوں نے شرک وبدعت قبر پرستی اور درگاہ پرستی سے توبہ کی، اور کہا کہ اگر یہ کتاب پانچ چھ سو سال پہلے لکھی گئی ہوتی تو ہندوستان میں ایک درگاہ نہیں ہوتی، وغیرہ۔

الحمدللہ کتاب بہت اہم ہے، قارئین کے لیے بہت مفید ہوگی، ترجمہ بھی بہت آسان اور صحیح اور با محاورہ کیا گیا ہے ، میں نے مسودہ پڑھا ، کتابت یا ٹائپنگ کی چند غلطیاں رہ گئی ہیں، ہوسکتا ہے طباعت سے پہلے نظر ثانی کر کے اس کی تصحیح ہوجائے گی۔

واقعی یہ کتاب ہر گھر بلکہ ہر فرد کی آج کی بھی ضرورت ہے اور کل کی بھی ، ہمارے ملک میں توحید کی بات کی جائے تو فوراً ''وہابی'' کا فتویٰ لگ جاتا ہے، اللہ رحم کرے۔

حامد مدنی صاحب اور ناصر یافعی صاحب کی کوشش کو اللہ قبول فرمائے، آمین۔

انیس الرحمن اعظمی عمری مدنی

(تاملناڈو)

۱۲ شوال، ۱۴۴۴ھ

مطابق ۱۲ جولائی ۲۰۲۳ء

عرض مترجم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، أما بعد:

اسلام میں داخل ہونے کے لیے کلمۂ شہادت لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنا ضروری ہے، اس کلمے کو ادا کیے بغیر کوئی بھی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا، اسی لیے اسلام میں اس کلمے کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی اور کلمے کو نہیں ہے۔

اس کلمے کا ایک معجزہ ہے، وہ یہ کہ مسلمان کا بچہ بچہ اس کلمے سے واقف ہوتا ہے، ہر شخص کی زبان پر یہ کلمہ آسانی سے جاری ہوتا ہے، مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ لوگوں نے اس کلمے کے صرف الفاظ کو ہی جانا اور یاد کیا ہے، اس کلمے کے صحیح معنی ومفہوم، اس کے شروط اور تقاضوں کے متعلق کوئی معرفت نہیں ہے، بلکہ کچھ تو ایسے ہیں کہ انھیں اس کلمے کا صحیح ترجمہ بھی معلوم نہیں ہے، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ اس کلمے کو پڑھنے والوں کی اکثریت ہر طرح کے شرک، کفر اور گمراہی میں مبتلا ہے، اس کلمے کو پڑھنے کے باوجود قبر پرستی، اولیا پرستی اور دیگر شرکیہ امور عام ہیں۔

اس پورے فساد کا حل یہ ہے کہ لوگوں کو اس کلمے کے متعلق وہ معلومات فراہم کی جائیں جو ان کے لیے اس کلمے کے تقاضوں کو پورا کرنے، شروط کو سمجھنے اور نواقض کو

جاننے میں ممد ومعاون ثابت ہوسکیں، تا کہ وہ پکے سچے موحد اور لا الہ الا اللہ کے حقیقی علم بردار بن جائیں، جن سے شرک اکبر تو کجا شرک اصغر کی بھی ادنی سی بو نہ آئے۔

اسی مقصد کے حصول کی خاطر دور اول سے ہی علما لوگوں کے سامنے مختلف طریقوں اور اسلوبوں کا استعمال کر کے کلمۂ شہادت کا تعارف پیش کرتے رہے، کبھی دروس اور محاضرات کے ذریعے تو کبھی تصنیف وتالیف کے ذریعے، اسی سلسلے کی ایک کڑی شیخ عبدالرزاق البدر حفظہ اللہ کا رسالہ بنام: كلمة التوحيد لا إله إلا الله: فضائلها ومدلولها وشروطها ونواقضها ہے۔جو دراصل آپ کی کتاب "فقه الأدعية و الأذكار" سے ماخوذ ہے، شیخ محترم نے بعض احباب کی گزارش پر افادۂ عامہ کی خاطر اس کو مستقل طبع کرنے کی اجازت دی۔

عربی داں حلقے میں آپ کا یہ رسالہ بڑا مقبول ہوا، کیوں کہ اس کلمے کے تعلق سے اس رسالے میں تقریباً ہر اہم بات پر مختصر مگر جامع گفتگو کی گئی ہے۔

اس کی اسی مقبولیت اور جامعیت کو دیکھتے ہوئے اردو داں طبقے کی خیر خواہی کے ارادے سے مکتبہ دار ابن حسین، حیدر آباد نے اس رسالے کا اردو ترجمہ نشر کرنے کا ارادہ کیا، اس کے لیے جب انھوں نے مجھ سے رابطہ کیا تو میں نے کتاب کا موضوع اور استاذ محترم شیخ عبدالرزاق البدر کی شخصیت کو دیکھ کر فوراً ہامی بھر دی، پھر اللہ سے استعانت

کرتے ہوئے کام شروع کیا اور کچھ ہی دنوں میں اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے اس عمل خیر سے فارغ ہوگیا۔ فالحمد لله أولا وآخرا.

اس رسالے کے ترجمے میں حتی المقدور الفاظ اور تراکیب کا خیال رکھتے ہوئے بامحاورہ اور سلیس ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، تاکہ عوام بآسانی اس سے فائدہ حاصل کرسکے، اور کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کے معنی ومفہوم سے واقف ہو سکے۔

اللہ ﷻ اس کار خیر کو قبول فرمائے، اور ہم سب کے لیے اسے ذخیرۂ آخرت بنائے، آمین۔

وصلى الله وسلم على النبي الأمين، وعلى آله الطيبين، وأصحابه الغر الميامين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

محمد حامد مدنی

حیدرآباد، ہند

۱۷ شعبان ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۰ مارچ ۲۰۲۳ء

شیخ عبدالرزاق البدر کی مختصر سوانح

(از مترجم)

❁ **نام ونسب:** عبدالرزاق بن عبدالمحسن بن حمد العباد البدر۔

آپ کے والد ماجد شیخ عبدالمحسن بن حمد العباد مدینہ نبویہ کی معروف ومشہور شخصیت ہیں، آپ محدث مدینہ کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں، تقریباً تیس سال کے طویل عرصے تک آپ نے مسجد نبوی میں کتب احادیث وعقیدہ کا درس دیا، جس سے پوری دنیا سے آنے والے طالبان علوم نبوت نے غیر معمولی استفادہ کیا، خاکسار کو بھی شیخ محترم سے شرف تلمذ حاصل ہے، اللہ شیخ محترم کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

❁ **ولادت:** آپ کی پیدائش سعودی عرب کے مشہور شہر زلفی میں 22 ذوقعدہ سنہ 1382 ہجری مطابق 16 اپریل سنہ 1963 عیسوی کو ہوئی۔

❁ **حصول تعلیم:** آپ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے کلیۃ الشریعۃ سے بکالوریوس اور شعبۂ عقیدہ سے ماجستیر ودکتورہ کی ڈگری حاصل کی، اور سعودی عرب کے مشہور کبار علما سے فیض حاصل کیا۔

❁ **اساتذہ:** آپ کے اساتذہ کی ایک طویل فہرست ہے، لیکن درج ذیل نہایت ہی اہمیت کے حامل ہیں:

1. شیخ ابن باز رحمہ اللہ۔

2. شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ۔
3. آپ کے والد گرامی شیخ عبدالمحسن العباد۔
4. عبداللہ غنیمان۔
5. شیخ علی ناصر فقیہی۔

✽ شاگردان: آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں شعبۂ عقیدہ کے استاذ ہیں، ساتھ ہی مسجد نبوی اور مملکت سعودی عرب کے گوشے گوشے میں بلکہ بسا اوقات بیرونی ممالک میں آپ کے دروس ہوتے رہتے ہیں، ان دروس میں شریک ہونے والے شیفتگان علم کی تعداد کو شمار نہیں کیا جا سکتا، سب ہی آپ کے شاگرد اور معتقد ہیں، خاکسار کو آپ کے والد گرامی کی طرح آپ سے بھی شرف تلمذ حاصل ہے۔

✽ تالیفات: آپ نے منہج سلف کے مطابق امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کے لیے چھوٹی بڑی کئی کتابیں تصنیف کیں، جن سے طلبہ و عوام سبھی مستفید ہو رہے ہیں، ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

1. فقه الأدعية والأذكار، زیر نظر رسالہ اسی عظیم شاہکار سے ماخوذ ایک رسالے کا اردو ترجمہ ہے۔
2. جهود العلامة عبد الرحمن بن ناصر السعدي في تقرير مسائل

العقيدة، یہ آپ کے ماجستیر کا رسالہ ہے۔

3. زيادة الإيمان ونقصانه وحكم الاستثناء فيه. یہ آپ کے ڈاکٹریٹ کا رسالہ ہے۔
4. الحج وتهذيب النفوس.
5. تذكرة المؤتسي شرح عقيدة عبد الغني المقدسي.
6. التنبيهات السنية شرح حائية ابن أبي داود.
7. دراسة لأثر مالك في الاستواء.

❁ شیخ محترم علما کی نظر میں:

شیخ عبید جابری رحمہ اللہ سے ایک مرتبہ صحیح عقیدہ اور درست منہج والے کبار علما کے تعلق سے سوال کیا گیا تو جواب میں آپ نے شیخ عبدالرزاق حفظہ اللہ کا بھی نام ذکر کیا۔

شیخ صالح سحیمی حفظہ اللہ نے ایک درس میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے کہا کہ ایک استاذ اس وقت بڑی سعادت محسوس کرتا ہے جب اس کا شاگرد اس سے بہتر ہو، شیخ دکتور عبدالرزاق البدر میرے شاگرد ہیں لیکن وہ مجھ سے بہتر ہیں، میں نے ان کے ساتھ اندرون اور بیرون سعودی عرب کئی سفر کیے، اس دوران ان کے یہاں جو علم، تقوی اور

حرص میں نے دیکھا وہ خارج از تصور ہے،أحسبه كذلك، والله حسيبه، ولا أزكي على الله أحدا۔

شیخ محمد بن عمر بازمول حفظہ اللہ نے آپ کی شخصیت کے تعلق سے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ شیخ عبدالرزاق البدر فاضل علما میں سے ہیں، آپ شیخ عبدالمحسن العباد کے فرزندار جمند ہیں، آپ ان علما میں سے ہیں جن کا مقام اور کام سلفی منہج کی نشرواشاعت کے سلسلے میں معروف ہے۔

اختصار کی غرض سے یہ چند اقوال میں نے یہاں ذکر کیے ہیں جو آپ کی شخصیت کی عظمت کو بتانے کے لیے کافی ہیں۔

شیخ محترم فی الوقت مدینے میں رہتے ہیں، وہیں سے اپنے دعوتی فرائض انجام دیتے ہیں، اللہ شیخ محترم کی محنتوں کو قبول فرمائے، آپ کی عمر میں طاعت وعافیت کے ساتھ برکت عطا فرمائے، اور آپ کے ذریعے علم واہل علم اور تمام لوگوں کو فائدہ پہنچائے، آمین۔

مقدمۂ مولف

یہ رسالہ کلمۂ توحید یعنی لا الہ الا اللہ کے فضائل، مفہوم، شروط اور نواقض کے مفید خلاصے پر مشتمل ہے جو سب سے بہترین سب سے عظیم اور سب سے عمدہ کلمہ ہے، دراصل یہ رسالہ میری کتاب "فقه الأدعية والأذكار" سے ماخوذ ہے، لیکن اس کے فائدے کو عام اور اس سے استفادے کو آسان کرنے کی خاطر بعض فضلا کی خواہش ہوئی کہ اس حصے کو الگ سے پیش کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اس رسالے میں بڑی برکت عطا فرمائے، اور اس کو اپنے ان بندوں کے لیے ہدایت کا دروازہ بنادے جن کو ہدایت دینا چاہے، اور ہم سب کو اس صراط مستقیم پر گامزن کردے جو نبی ﷺ، صدیقوں اور شہیدوں کا راستہ ہے جن پر اللہ نے اپنی نعمتیں نازل فرمائیں اور جن کی رفاقت بہترین رفاقت ہے، ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے، اللہ ہمارے نبی محمد ﷺ اور ان کے آل پر رحمت وسلامتی نازل فرمائے۔

تحریر کنندہ

عبدالرزاق بن عبدالمحسن البدر

کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کے فضائل

کلمۂ توحید کی بڑی فضیلتیں اور بے شمار خصوصیات ہیں، ان کو سمیٹنا کسی کے لیے ممکن نہیں ہے، یہ سب سے افضل سب سے عمدہ اور سب سے عظیم کلمہ ہے، اسی کلمے کی خاطر مخلوق کی پیدائش ہوئی، رسولوں کو بھیجا گیا، کتابوں کو اتارا گیا، اور اسی کلمے سے لوگ اہل ایمان اور اہل کفر میں تقسیم ہوئے، چنانچہ یہی مضبوط کڑا ہے، کلمۂ تقوی ہے، دین کا سب سے عظیم رکن اور ایمان کی سب سے اہم شاخ ہے، یہی جنت کمانے اور جہنم سے نجات کا راستہ ہے، یہی کلمۂ شہادت ہے، دار سعادت (جنت) کی کنجی ہے، دین کی بنیاد، اساس اور جڑ ہے۔

اس کلمے کے فضائل اور دین میں اس کا مقام بیان کرنے والوں کے بیان اور علم والوں کے علم سے بلند ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿شَهِدَ ٱللَّهُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَأُو۟لُوا۟ ٱلْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِٱلْقِسْطِ ۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿١٨﴾﴾ (1)

”اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“

---

(1) [آل عمران: ۱۸]

قرآن کریم میں کلمۂ توحید کے وارد فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کلمے کو رسولوں کی دعوت اور رسالت کا خلاصہ قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيٓ إِلَيۡهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدُونِ ۝٢٥﴾ ❶

”آپ سے پہلے جس رسول کو بھی ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس لیے تم سب میری ہی عبادت کرو۔“

نیز فرمایا:

﴿وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِي كُلِّ أُمَّةٖ رَّسُولًا أَنِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَٱجۡتَنِبُواْ ٱلطَّٰغُوتَۖ﴾ ❷

”ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو) صرف اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔“

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۂ نحل کی ابتدا میں فرمایا: ﴿يُنَزِّلُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةَ بِٱلرُّوحِ مِنۡ أَمۡرِهِۦ عَلَىٰ مَن يَشَآءُ مِنۡ عِبَادِهِۦٓ أَنۡ أَنذِرُوٓاْ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱتَّقُونِ ۝٢﴾ ❸

---

❶ [الانبیا: ۲۵]

❷ [النحل: ۳۶]

❸ [النحل: ۲]

''اللہ فرشتوں کو اپنی وحی دے کر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے کہ تم لوگوں کو آگاہ کردو کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں، لہذا تم مجھ سے ڈرو۔''

یہ آیت اس سورت کی پہلی آیت ہے جس میں اللہ نے اپنے بندوں پر کیے گئے احسانات کو گنایا ہے، اس سے پتا چلتا ہے کہ اس کلمے کی توفیق اللہ کی وہ عظیم نعمت ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں پر پورا کیا ہے، جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا:

﴿وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُۥ ظَٰهِرَةً وَبَاطِنَةً﴾ ❶

''اللہ نے تم پر ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں۔''

مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ (اس سے مراد) لا الہ الا اللہ ہے۔ ❷

ایسے ہی سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ نے اپنے بندوں میں سے کسی بندے پر لا الہ الا اللہ سکھانے سے زیادہ بڑا احسان نہیں کیا۔ ❸

* کلمۂ توحید کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اسے پاکیزہ کلمہ قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا

---

❶ [لقمان:۲۰]

❷ اس اثر کو ابن جریر نے اپنی تفسیر (۱۱ / ۷۸) میں روایت کیا ہے۔

❸ اس اثر کو ابن رجب رحمہ اللہ نے کلمة الإخلاص (ص: ۵۳) میں ذکر کیا ہے۔

ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي ٱلسَّمَآءِ ﴿٢٤﴾ تُؤْتِيٓ أُكُلَهَا كُلَّ حِينِۭ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ ٱللَّهُ ٱلْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٥﴾﴾ ❶

”کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے ایک پاکیزہ کلمے کی مثال کیسے بیان فرمائی (کہ وہ) ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور جس کی چوٹی آسمان میں ہے۔ وہ اپنا پھل اپنے رب کے حکم سے ہر وقت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔“

❁ اور یہی پختہ بات ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِي ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِي ٱلْـَٔاخِرَةِ ۖ وَيُضِلُّ ٱللَّهُ ٱلظَّـٰلِمِينَ ۚ وَيَفْعَلُ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ ﴿٢٧﴾﴾ ❷

”اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے پختہ بات کے ساتھ خوب قائم رکھتا ہے، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی، اور اللہ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔“

❁ یہی وہ عہد جو اللہ کے اس قول میں مذکور ہے:

﴿لَّا يَمْلِكُونَ ٱلشَّفَـٰعَةَ إِلَّا مَنِ ٱتَّخَذَ عِندَ ٱلرَّحْمَـٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾﴾ ❸

---

❶ [ابراہیم: ۲۴-۲۵]

❷ [ابراہیم: ۲۷]

❸ [مریم: ۸۷]

”وہ سفارش کے مالک نہ ہوں گے مگر جس نے رحمان کے ہاں کوئی عہد لے لیا۔“

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ نے فرمایا: ”عہد سے مراد لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا ہے، اور یہ کہ انسان ہر طاقت وقوت سے اللہ کی طرف براءت کرے، اور یہ کلمہ ہر تقوے کی جڑ ہے۔“ ❶

* کلمۂ توحید کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ یہی وہ مضبوط کڑا ہے کہ جس نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا وہ نجات پا گیا اور جس نے اسے نہیں تھاما وہ برباد ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَآ إِكْرَاهَ فِي ٱلدِّينِۖ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشْدُ مِنَ ٱلْغَيِّۚ فَمَن يَكْفُرْ بِٱلطَّٰغُوتِ وَيُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱسْتَمْسَكَ بِٱلْعُرْوَةِ ٱلْوُثْقَىٰ﴾ ❷

”پھر جو کوئی باطل معبود کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا۔“

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُۥٓ إِلَى ٱللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ ٱسْتَمْسَكَ بِٱلْعُرْوَةِ ٱلْوُثْقَىٰۗ وَإِلَى ٱللَّهِ عَٰقِبَةُ ٱلْأُمُورِ ﴿٢٢﴾﴾ ❸

---

❶ اس اثر کو طبرانی رحمہ اللہ نے ”الدعاء“ (۳/۱۵۱۸) میں روایت کیا ہے۔

❷ [البقرة:۲۵۶]

❸ [لقمان:۲۲]

’’اور جو شخص اپنا چہرہ اللہ کے سپرد کردے اور وہ نیکی کرنے والا ہو تو یقینا اس نے مضبوط کڑے کو اچھی طرح پکڑ لیا۔‘‘

* کلمۂ توحید کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ یہی وہ باقی رہنے والا کلمہ ہے جسے ابراہیم خلیل علیہ السلام نے اپنی نسل میں باقی چھوڑا تا کہ لوگ اللہ کی طرف پلٹیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِۦٓ إِنَّنِى بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ﴿٢٦﴾ إِلَّا ٱلَّذِى فَطَرَنِى فَإِنَّهُۥ سَيَهْدِينِ ﴿٢٧﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِى عَقِبِهِۦ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾﴾ ❶

’’اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا بے شک میں ان چیزوں سے بالکل بری ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ سوائے اس کے جس نے مجھے پیدا کیا، پس بے شک وہ مجھے ضرور راستہ دکھائے گا۔ اور اس نے اس (توحید کی بات) کو اپنے پچھلوں میں باقی رہنے والی بات بنا دیا، تا کہ وہ رجوع کریں۔‘‘

یہی وہ کلمۂ تقویٰ ہے جسے اللہ نے صحابۂ کرام پر لازم کر دیا تھا جس کے وہ مستحق اور حق دار بھی تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِذْ جَعَلَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ

❶ [الزخرف: ۲۶-۲۸]

ٱللَّهُ سَكِينَتَهُۥ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ وَعَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ ٱلتَّقْوَىٰ وَكَانُوٓا۟ أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمًا ﴿٢٦﴾ ❶

”جب ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا اپنے دلوں میں ضد رکھ لی، جو جاہلیت کی ضد تھی تو اللہ نے اپنی سکینت اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر اتار دی، اور انھیں تقویٰ کی بات پر قائم رکھا، اور وہ اس کے زیادہ حق دار اور اس کے لائق تھے اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“

ابو اسحاق سبیعی نے عمرو بن میمون سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: ”لا الہ الا اللہ سے بہتر کسی کی کوئی گفتگو نہیں، اس پر سعد بن عیاض نے کہا کہ اے ابو عبداللہ، آپ کو پتا ہے کہ یہ کلمہ کیا ہے؟ اللہ کی قسم یہ کلمہ تقوے کا وہ کلمہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے اصحاب پر لازم کر دیا تھا اور وہ اس کے اہل اور مستحق بھی تھے۔“ ❷

* اس کلمے کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ یہ کلمہ انتہا درجے کا درست کلمہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَوْمَ يَقُومُ ٱلرُّوحُ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ

---

❶ [الفتح: ٢٦]

❷ اس اثر کو طبرانی رحمہ اللہ نے ”الدعاء“ (٣ / ١٥٣٣) میں روایت کیا ہے۔

﴿ٱلرَّحۡمَٰنُ وَقَالَ صَوَابٗا ۝٣٨﴾ ❶

”جس دن روح اور فرشتے صف بنا کر کھڑے ہوں گے، وہ کلام نہیں کریں گے، مگر وہی جسے رحمان اجازت دے گا اور وہ درست بات کہے گا۔“

علی بن ابوطلحہ رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿إِلَّا مَنۡ أَذِنَ لَهُ ٱلرَّحۡمَٰنُ وَقَالَ صَوَابٗا﴾ کی تفسیر روایت کی کہ آپ نے فرمایا: ”سوائے اس کے جسے رب ﷻ لا الہ الا اللہ کی گواہی کی اجازت دے، اور یہی انتہا درجے کی درستگی ہے۔“ ❷

عکرمہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ”صواب (سے مراد) لا الہ الا اللہ ہے۔“ ❸

❁ اس کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہی وہ دعوت حق ہے جو اللہ کے اس قول کی مراد ہے:

﴿لَهُۥ دَعۡوَةُ ٱلۡحَقِّۚ وَٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ مِن دُونِهِۦ لَا يَسۡتَجِيبُونَ لَهُم بِشَيۡءٍ إِلَّا كَبَٰسِطِ كَفَّيۡهِ إِلَى ٱلۡمَآءِ لِيَبۡلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَٰلِغِهِۦۚ وَمَا دُعَآءُ ٱلۡكَٰفِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَٰلٖ ۝١٤﴾ ❹

---

❶ [النبأ:٣٨]

❷ اس اثر کو طبرانی رحمہ اللہ نے الدعاء (٣/١٥٢٠) میں روایت کیا ہے۔

❸ اس اثر کو طبرانی رحمہ اللہ نے الدعاء (٣/١٥٢٠) میں روایت کیا ہے۔

❹ [الرعد: ١٤]

’’اسی کو پکارنا حق ہے، جو لوگ اوروں کو اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان (کی پکار) کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے، مگر جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو کہ اس کے منہ میں پڑ جائے، حالانکہ وہ پانی اس کے منہ میں پہنچنے والا نہیں، ان منکروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی میں ہے۔‘‘

* کلمہ توحید کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہی وہ حقیقی رابطہ ہے جس پر دین اسلام کے ماننے والے اکٹھا ہوئے ہیں، چنانچہ مسلمان اسی بنیاد پر دوستی اور دشمنی کرتے ہیں، اسی کلمے کی بنا پر محبت اور نفرت کرتے ہیں، اسی کی وجہ سے اسلامی معاشرہ ایک جسم اور مضبوط عمارت کی طرح بن گیا ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط بناتا ہے۔

علامہ شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "أضواء البیان" میں فرمایا:

’’خلاصہ یہ ہے کہ وہ حقیقی رابطہ جو منتشر کو اکٹھا کرتا اور مختلف کو جوڑتا ہے وہ لا الہ الا اللہ کا رابطہ ہے، آپ نہیں دیکھتے کہ اس رابطے نے جو ایک جسم کی طرح پورے اسلامی معاشرے کو جوڑ رہا ہے اور اسے اس عمارت کی طرح بنا رہا ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوطی عطا کرتا ہے عرش اٹھانے والے اور عرش کے اردگرد رہنے والے فرشتوں کے دلوں کو زمین پر رہنے والے انسانوں کے لیے ان کے آپسی اختلافات کے باوجود نرم کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ٱلَّذِينَ يَحْمِلُونَ ٱلْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُۥ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ
بِهِۦ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَىْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا
فَٱغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا۟ وَٱتَّبَعُوا۟ سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ ٱلْجَحِيمِ ﴿٧﴾ رَبَّنَا
وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّٰتِ عَدْنٍ ٱلَّتِى وَعَدتَّهُمْ وَمَن صَلَحَ مِنْ ءَابَآئِهِمْ
وَأَزْوَٰجِهِمْ وَذُرِّيَّٰتِهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿٨﴾ وَقِهِمُ ٱلسَّيِّـَٔاتِ ۚ وَمَن
تَقِ ٱلسَّيِّـَٔاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُۥ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿٩﴾﴾ [1]

”وہ (فرشتے) جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ جو اس کے ارد گرد ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں جو ایمان لائے، اے ہمارے رب! تو نے ہر چیز کو رحمت اور علم سے گھیر رکھا ہے، تو ان لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی اور تیرے راستے پر چلے اور انھیں بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے رب! انھیں ہمیشہ رہائش والی ان جنتوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کو بھی جو ان کے باپ دادوں اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے لائق ہیں۔ بلاشبہ تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔ اور انھیں برائیوں سے بچا اور تو جسے اس دن برائیوں سے بچالے تو یقینا تو نے اس پر

[1] [غافر: ۹-۷]

مہربانی فرمائی اور یہی تو بہت بڑی کامیابی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اشارہ دیا کہ وہ رابطہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کا ہی رابطہ ہے جس نے عرش اٹھانے والے وعرش کے اردگرد رہنے والے فرشتوں اور زمین میں رہنے والے بنو آدم کو اس طرح جوڑ دیا ہے کہ فرشتے ان کے لیے یہ نیک اور عظیم دعا کر رہے ہیں۔

اخیر میں آپ نے فرمایا: خلاصہ یہ کہ وہ رابطہ جو زمین والوں کو ایک دوسرے سے اسی طرح آسمان اور زمین والوں کو آپس میں جوڑتا ہے وہ بلا اختلاف لا الہ الا اللہ کا رابطہ ہے، بنابریں کسی اور رابطے کے ذریعے دعوت دینا قطعاً جائز نہیں ہے۔ ❶

* کلمۂ توحید کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ سب سے افضل نیکی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَن جَآءَ بِٱلۡحَسَنَةِ فَلَهُۥ خَيۡرٞ مِّنۡهَا﴾ ❷

''جو شخص نیکی لے کر آئے گا تو اس کے لیے اس سے بہتر بدلہ ہے۔''

ابن مسعود، ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے یہ بات وارد ہے کہ ((الحسنة)) سے مراد لا الہ الا اللہ ہے۔ ❸

---

❶ اضواء البیان (۳/ ۴۴۸، ۴۴۹)

❷ [النمل: ۸۹]

❸ دیکھیے: ''الدعاء'' (۳/ ۱۴۹۷، ۱۴۹۸) از طبرانی رحمہ اللہ

عکرمہ رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے قول: ﴿مَن جَآءَ بِٱلۡحَسَنَةِ فَلَهُۥ خَيۡرٞ مِّنۡهَا﴾ کی تفسیر میں فرمایا: ''اس سے مراد لا الہ الا اللہ کہنا ہے، اس کلمے کو کہنے والے کے لیے بہتر بدلہ ہے، کیوں کہ لا الہ الا اللہ سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔''❶

مسند احمد وغیرہ میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ، آپ مجھے کوئی ایسا عمل سکھا دیجیے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَاعْمَلْ حَسَنَةً فَإِنَّهَا عَشْرُ أَمْثَالِهَا))

''اگر کوئی گناہ کر بیٹھو تو نیکی کا کوئی کام کر لیا کرو، نیکی دس گنا ہو جائے گی۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول، کیا لا الہ الا اللہ بھی نیکیوں میں سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، وہ تو بہترین نیکی ہے۔''❷

---

❶ [النمل: ۸۹]

❷ مسند احمد (۵/ ۱۶۹)، الدعاء از طبرانی رحمہ اللہ (حدیث نمبر: ۱۴۹۸) حدیث کے الفاظ امام طبرانی رحمہ اللہ کے ہیں۔

کلمۂ توحید کے فضائل احادیث کی روشنی میں

گزشتہ سطور میں ہم نے قرآن کے تناظر میں کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کے فضائل کے متعلق گفتگو کی، اس عظیم کلمے کے بارے میں جس کی وجہ سے زمین و آسمان قائم ہیں، مخلوقات کی پیدائش ہوئی، جس کے سبب رسولوں کو بھیجا گیا، کتابیں اتاری گئیں، شریعتوں کو نافذ کیا گیا، جس کی خاطر میزان نصب کیے جائیں گے، نامۂ اعمال رکھے جائیں گے، جنت و جہنم کا بازار قائم ہوگا، مخلوق مومن و کافر اور نیک و فاجر میں تقسیم ہو جائے گی، چنانچہ یہ کلمہ خلق و امر اور جزا و سزا کی بنیاد ہے، یہی وہ حق بات ہے جس پر ملت کی بنیاد رکھی گئی اور قبلہ مقرر کیا گیا، قیامت کے دن اسی کلمے کے بارے میں اگلوں اور پچھلوں سے پوچھا جائے گا، اللہ کے سامنے کسی بندے کے قدم حرکت بھی نہ کر سکیں گے جب تک کہ اس سے دو سوالات نہ پوچھ لیے جائیں: تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ اور رسولوں کو تم نے کیا جواب دیا؟

پہلے سوال کا جواب کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کو علمی، اقراری اور عملی طور پر نافذ کرنا ہے۔

اور دوسرے کا جواب کلمۂ محمد رسول اللہ ﷺ کو علم، اقرار، اتباع اور اطاعت کے ذریعے نافذ کرنا ہے۔ (1)

---

(1) دیکھیے: زاد المعاد از ابن قیم رحمہ اللہ (۱/ ۳۴)

کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کے فضائل کو شمار کرنا کسی مخلوق کے لیے ممکن ہی نہیں ہے، کیوں کہ اس کلمے کی بنا پر دنیا و آخرت میں اتنا اجر و ثواب اور اتنے فوائد حاصل ہوتے ہیں کہ کسی دل میں اس کا خیال اور کسی ذہن میں اس کا تصور بھی نہیں آ سکتا، پھر بھی میں یہاں حدیث رسول میں وارد اس کلمے کے کچھ فضائل ذکر کرنا چاہتا ہوں:

❁ اس کلمے کے فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ یہ کلمہ سب سے افضل اور سب سے تیز بڑھنے والا عمل ہے، کئی غلاموں کو آزاد کرنے کے برابر اور اپنے پڑھنے والے کے لیے شیطان سے حفاظت کا ذریعہ ہے، جیسا کہ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ.''[1]

''جو شخص دن میں سو مرتبہ: ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِير'' (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، ساری بادشاہت اسی کی ہے، حمد صرف اسی کو سزاوار ہے اور وہی ہر چیز پر

---

[1] صحیح بخاری (حدیث نمبر: ۶۴۰۳)، صحیح مسلم (حدیث نمبر: ۲۶۹۱)

قادر ہے) کہے اس شخص کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ملتا ہے، اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اس کے سو گناہ مٹا دیے جاتے ہیں، اور یہ کلمات شام تک پورا دن شیطان سے اس کی حفاظت کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور کوئی شخص اس سے زیادہ افضل عمل نہیں کر سکتا، سوائے اس کے جو اس سے بھی زیادہ مرتبہ یہی عمل کرے۔''

صحیحین میں ہی ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مِرَارٍ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ.)) ❶

''جس شخص نے دس بار: ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ'' پڑھا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے چار غلام آزاد کیا ہو۔

* اس کلمے کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ وہ سب سے افضل بات ہے جسے نبی ﷺ نے کہا ہے، چناں چہ حدیث میں ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أفضل ما قلت أنا والنبيون قبلي عشية عرفة: لا إله إلا الله وحده، لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير.)) ❷

---

❶ صحیح بخاری (حدیث نمبر: ۶۴۰۴)، صحیح مسلم (حدیث نمبر: ۲۶۹۳)

❷ طبرانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو الدعاء (حدیث نمبر: ۸۷۴) میں علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

''عرفے کی شام کو میں نے اور تمام انبیا نے سب سے افضل جو بات کہی وہ لاإله إلا الله وحده، لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير.'' ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ((خير الدعاء دعاء يوم عرفة، وخير ما قلت أنا والنبيون من قبلي : لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) ❶

''سب سے بہتر دعا یوم عرفہ کی دعا ہے، نیز میں نے اور مجھ سے پہلے دوسرے نبیوں نے اب تک جو کچھ کہا ہے ان میں سب سے بہتر: ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِير'' ہے۔

❋ اس کلمے کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ یہ کلمہ قیامت کے دن گناہوں کے صحیفوں پر غالب ہوگا، جیسا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد ہوا ہے جو ''مسند احمد'' اور ''جامع ترمذی'' وغیرہ میں جید سند کے ساتھ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

---

❶ اس حدیث کو ترمذی نے الجامع (حدیث نمبر: ۳۵۸۵) میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ البانی رحمہ اللہ نے السلسلة الصحيحة (۴ / ۷،۸) میں حسن قرار دیا ہے اور کہا: شواہد کی وجہ سے حدیث ثابت ہے۔

((يُصَاحُ بِرَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ، فَيُنْشَرُ لَهُ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ سِجِلًّا، كُلُّ سِجِلٍّ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: هَلْ تُنْكِرُ مِنْ هَذَا شَيْئًا؟ فَيَقُولُ: لَا، يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: أَظَلَمَتْكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ؟ فَيَقُولُ: لَا، ثُمَّ يَقُولُ: أَلَكَ عُذْرٌ، أَلَكَ حَسَنَةٌ؟ فَيَهَابُ الرَّجُلُ، فَيَقُولُ: لَا، فَيَقُولُ: بَلَى، إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَاتٍ، وَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ، فَتُخْرَجُ لَهُ بِطَاقَةٌ فِيهَا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ: فَيَقُولُ: يَا رَبِّ مَا هَذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هَذِهِ السِّجِلَّاتِ؟ فَيَقُولُ: إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ، فَتُوضَعُ السِّجِلَّاتُ فِي كِفَّةٍ، وَالْبِطَاقَةُ فِي كِفَّةٍ، فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ، وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ)) ❶

”قیامت کے دن میرے ایک امتی کو سب مخلوق کے سامنے پکار کر طلب کیا جائے گا، پھر اس کے ننانوے رجسٹر کھول دیے جائیں گے، ہر رجسٹر اتنا بڑا ہوگا جہاں تک نگاہ پہنچے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو اس میں سے کسی چیز (گناہ) کا انکار کرتا ہے؟ وہ کہے گا: نہیں، میرے مالک اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میرے محافظ کاتبوں (فرشتوں) نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟ پھر فرمائے گا: کیا ان (گناہوں) کے علاوہ تیری کوئی نیکی بھی ہے؟ وہ شخص خوف زدہ

---

❶ مسند احمد (۲/ ۲۱۳)، جامع ترمذی (حدیث نمبر: ۲۶۳۹)، سنن ابن ماجہ (حدیث نمبر: ۴۳۰۰)۔ البانی رحمہ اللہ نے ”صحیح الجامع“ (حدیث نمبر: ۸۰۹۵) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

ہو جائے گا اور کہے گا: نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں، ہمارے پاس تیری نیکیاں بھی ہیں اور آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا، چناں چہ اس (کے عمل) کا ایک پرزہ لایا جائے گا۔ اس پر لکھا ہوگا: (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ) "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔" بندہ کہے گا: یا رب! ان رجسٹروں کے مقابلے میں یہ پرزہ کیا (حیثیت رکھتا) ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آج تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا، چنانچہ وہ تمام رجسٹر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور وہ پرزہ دوسرے پلڑے میں۔ وہ تمام رجسٹر اوپر اٹھ جائیں گے اور وہ پرزہ بھاری ثابت ہوگا۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس بندے نے اپنے دل میں ضرور ایسا ایمان پیدا کیا ہوگا جس نے اس کے لا الہ الا اللہ کے کاغذ کو تمام فائلوں پر غالب کر دیا، کیوں کہ لوگ اپنے دلوں میں موجود ایمان کے مطابق اعمال میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، ورنہ بہت سے لا الہ الا اللہ کہنے والے ایسے ہیں کہ ان کے دل میں اس کلمے پر ایمان کمزور ہونے کی بنا پر ان کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہوگا، جیسا کہ صحیحین میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ شَعِيرَةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ

النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ بُرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ.)) [1]

''جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں جو برابر بھی (ایمان) ہے تو وہ (ایک نہ ایک دن) دوزخ سے ضرور نکلے گا، اور دوزخ سے وہ شخص (بھی) ضرور نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں گیہوں کے دانے برابر خیر ہے، اور دوزخ سے وہ (بھی) نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہے۔''

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے والے اپنے دلوں میں ایمان کے مطابق کلمے پر (ایمان) میں مختلف ہوتے ہیں۔

❁ اس کلمے کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر اس کو آسمانوں اور زمینوں کے مقابل تولا جائے تو یہ ان پر بھی غالب ہو جائے گا، جیسا کہ مسند میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ نَبِيَّ اللهِ نُوحًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَما حَضرتُه الوفَاةُ قَالَ لِابْنِهِ: إِنِّي قَاصٌّ عَليكَ الْوَصِيَّةَ آمُرك باثنَتَين وأَنهاكَ عَن اثنتين، آمُرك بِلا إله إِلَّا اللهُ، فَإِنَّ السَّمَاوَاتِ السبعَ وَالْأَرَضِينَ السبعَ لَوْ وضعنَ فِي كفةٍ وَوُضِعَتْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فِي

---

[1] صحیح بخاری (حدیث نمبر: ۴۴)، صحیح مسلم (حدیث نمبر: ۱۹۳، ۳۲۵)

كِفَّةٍ لَرَجَحت بِهِن، وَلَوْ أَنَّ السَّمَاوَاتِ السبعَ وَالْأَرَضِينَ السَّبْعَ كُن حَلقة مُبهمة لَقصمَتهُن لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ.)) ❶

''اللہ کے نبی نوح علیہ السلام پر جب وفات کا وقت آیا تو انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا:

''میں آپ کو وصیت کرتا ہوں، میں آپ کو دو باتوں کا حکم کرتا ہوں اور دو باتوں سے منع کرتا ہوں۔ میں آپ کو لا الہ الا اللہ کا حکم کرتا ہوں، کیوں کہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو اگر ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور لا الہ الا اللہ کو دوسرے میں تو لا الہ الا اللہ ان سب پر غالب ہو جائے گا، اور اگر ساتوں آسمان بند کڑا ہو جائیں تو ان کو لا الہ الا اللہ توڑ سکتا ہے۔''

* کلمۂ توحید کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کلمے کے لیے اللہ کے سامنے کوئی حجاب نہیں ہے، بلکہ یہ کلمہ پردوں کو چیرتے ہوئے اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے، ترمذی میں حسن سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا قَالَ عَبْدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ قَطُّ مُخْلِصًا إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، حَتَّى تُفْضِيَ إِلَى العَرْشِ، مَا اجْتَنَبَ الكَبَائِرَ)) ❷

---

❶ مسند احمد (۲ / ۱۷۰)، البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "السلسلة الصحيحة" (حدیث نمبر: ۱۳۴) میں صحیح قرار دیا ہے۔

❷ جامع ترمذی (حدیث نمبر: ۳۵۹۰) البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "صحیح الجامع" (حدیث نمبر: ۵۶۴۸) میں حسن قرار دیا ہے۔

''جب بھی کوئی بندہ خلوص دل سے لا الہ الا اللہ کہتا ہے اور کبائر سے بچتا ہے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، یہاں تک کہ یہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے۔''

* اس کلمے کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ کلمہ کلمہ گو کے لیے جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے، صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک موذن کو أشهد أن لا إله إلا الله کہتے سنا تو فرمایا: ((خرجت من النار)) آپ جہنم سے آزاد ہو گئے۔ [1]

صحیحین میں عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إن الله قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللهِ)) [2]

''اللہ تعالیٰ نے لا الہ الا اللہ کہنے والے اس شخص پر جس کا مقصد خالص اللہ کے چہرے کی تلاش ہو دوزخ کی آگ حرام کر دی ہے۔''

* اس کلمے کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے اس کلمے کو ایمان کی سب

---

[1] صحیح مسلم (حدیث نمبر: ۳۸۲)

[2] صحیح بخاری (حدیث نمبر: ۶۹۳۸)، صحیح مسلم (حدیث نمبر: ۳۳، ۲۶۳)

سے افضل شاخ قرار دیا ہے، صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ)) ❶

''ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں۔ سب سے افضل لا الہ الا اللہ کا اقرار ہے اور سب سے ادنی اذیت دینے والی چیز کو راستے سے ہٹانا ہے۔''

* اس کلمے کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے خبر دی ہے کہ یہ کلمہ افضل ذکر ہے، جیسا کہ ترمذی وغیرہ میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلهِ)) ❷

سب سے بہتر ذکر لا الہ الا اللہ ہے، اور سب سے بہترین دعا الحمد للہ ہے۔

* اس کلمے کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو شخص خالص دل سے اس کلمے کو کہے گا وہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا لوگوں میں سب سے زیادہ مستحق ہوگا، جیسا کہ صحیح (بخاری) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا:

---

❶ صحیح بخاری (حدیث نمبر:۹)، صحیح مسلم (حدیث نمبر:۳۵)

❷ جامع ترمذی (حدیث نمبر: ۳۳۸۳)، سنن ابن ماجہ (حدیث نمبر: ۳۸۰۰) البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح الجامع'' (حدیث نمبر: ۱۱۰۴) میں حسن قرار دیا ہے۔

((قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ؛ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ)) [1]

''عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ، قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مجھے یقین تھا کہ تم سے پہلے کوئی اس کے بارے میں مجھ سے دریافت نہیں کرے گا۔ کیوں کہ میں نے حدیث کے متعلق تمہاری حرص دیکھی ہے۔ سنو، قیامت میں سب سے زیادہ میری شفاعت سے فیض یاب وہ شخص ہوگا جو سچے دل سے یا سچے جی سے لا الہ الا اللہ کہے گا۔

حدیث میں موجود نبی ﷺ کے قول ((مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ)) ''جو سچے دل سے یا سچے جی سے لا الہ الا اللہ کہے گا'' میں دلیل ہے کہ لا الہ الا اللہ پڑھنے والے کی جانب سے یہ کلمہ صرف زبانی پڑھنے کی بنا پر قبول نہیں کر لیا جائے گا، بلکہ اس کے ان شروط وقیود کو پورا کرنا ضروری ہے جن کا ذکر کتاب وسنت میں موجود ہے، کیوں کہ یہ کلمہ ان کے بغیر مقبول نہیں ہوگا۔''

---

[1] صحیح بخاری (حدیث نمبر:۹۹)

لا الہ الا اللہ کے شروط

کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کے کچھ فضائل ہماری نظروں سے گذرے، جو سب سے بہتر، سب سے افضل اور سب سے عمدہ کلمہ ہے، اور اس پر حاصل ہونے والے کچھ بہترین بدلے، عظیم فضائل اور دنیا وآخرت میں ملنے والے سودمند فوائد بھی گذرے، لیکن مسلمان کے لیے جاننا ضروری ہے کہ لا الہ الا اللہ پڑھنے والے کا یہ کلمہ صرف زبانی پڑھنے کی بنا پر قبول نہیں کیا جائے گا، بلکہ کتاب وسنت میں وارد اس کے حقوق وفرائض اور شروط کی مکمل ادائیگی ضروری ہے، ہر مسلمان کو پتا ہے کہ ہر وہ نیکی کا کام جس کے ذریعے وہ اللہ کے قریب ہونا چاہتا ہے اس وقت تک مقبول نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اس کے شروط پورے نہ کرے، چناں چہ نماز اپنے مقررہ شروط کے ساتھ ہی قبول کی جائے گی، حج اپنے شروط کے ساتھ ہی مقبول ہوگا، اسی طرح ساری عبادتیں کتاب وسنت میں اپنے متعین شروط کے ساتھ ہی مقبول ہوں گی، یہی حال لا الہ الا اللہ کا ہے، اسے بھی اس وقت تک قبول نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ بندہ اس کے متعین شروط کو ادا نہ کرے۔

ہمارے سلف صالحین ؒ نے لا الہ الا اللہ کے شروط پر توجہ کی اہمیت، ان کی تعمیل کے وجوب اور ان کے بغیر کلمے کی عدم قبولیت کی طرف اشارہ کیا ہے، جیسا کہ حسن بصری ؒ سے وارد ہے ان سے کہا گیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص لا الہ الا اللہ پڑھ

لے گا وہ جنت میں داخل ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے حقوق وفرائض کو بھی ادا کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حسن (بصری) رحمہ اللہ نے فرزدق سے جب کہ وہ اپنی بیوی کو دفن کر رہا تھا کہا: اس دن کے لیے تم نے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا کہ ستر سال سے لا الہ الا اللہ کی گواہی (دے رہا ہوں)۔ حسن رحمہ اللہ نے فرمایا: اچھی تیاری ہے، لیکن لا الہ الا اللہ کی کچھ شرطیں ہیں، اس لیے پاکیزہ خواتین پر تہمت نہ لگانا۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے اس شخص سے جس نے سوال کیا تھا کہ کیا لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں ہے فرمایا: کیوں نہیں، لیکن ہر کنجی کے دندانے ہوتے ہیں، تو اگر آپ ایسی کنجی لے کر آئے جس کے دندانے ہیں تو آپ کے لیے (جنت کا دروازہ) کھول دیا جائے گا ورنہ نہیں کھولا جائے گا۔ آپ نے دندانوں کے ذریعے شرطوں کی طرف اشارہ کیا۔ [1]

اہل علم کی جانب سے کتاب وسنت کے نصوص کا تجزیہ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ لا الہ الا اللہ سات شرطوں کے بغیر قبول نہیں کیا جائے گا، جو یہ ہیں:

1. اس کے معنے کو اثبات اور نفی دونوں اعتبار سے جاننا، جو کہ جہالت کی ضد ہے۔
2. یقین، جو شک کی ضد ہے۔

---

[1] ان تمام آثار کو ابن رجب نے "كلمة الإخلاص" (ص: ۱۴) میں ذکر کیا ہے۔

3 اخلاص، جو شرک اور ریا کاری کی ضد ہے۔

4 سچائی، جو جھوٹ کی ضد ہے۔

5 محبت، جو بغض ونفرت کی ضد ہے۔

6 اتباع واطاعت، جو چھوڑ دینے کی ضد ہے۔

7 قبول، جو رد کر دینے کی ضد ہے۔

کسی عالم نے ان سات شرطوں کو ایک شعر میں اکٹھا کر دیا ہے، انھوں نے کہا:

علم، يقين، وإخلاص، وصدقك	مع محبة، وانقياد، والقبول لها

(علم، یقین، اخلاص اور آپ کی سچائی ساتھ ہی ساتھ محبت، اطاعت اور اس کلمے کو قبول کرنا)

یہاں رک کر ہم ان تمام شروط کی مراد اور کتاب وسنت میں موجود ان کی کچھ دلیلوں کو جانیں گے:[1]

1 پہلی شرط: اثبات اور نفی کے اعتبار سے کلمۂ توحید کے مرادی معنی کو جاننا، جو جہالت کی ضد ہے۔

---

1 ان شروط کی تفصیلی شرح شیخ حافظ حکمی رحمہ اللہ کی "معارج القبول" (۱/ ۳۷۷، اور اس سے آگے) میں دیکھیے۔

مرادی معنی یہ ہے کہ کلمہ گو کو پتا ہونا چاہیے کہ یہ کلمہ اللہ کے علاوہ تمام لوگوں کی ہر قسم کی عبادت کا انکار کرتا ہے، اور عبادت صرف اللہ کے لیے ثابت کرتا ہے، جیسا کہ اللہ ﷻ کے قول میں ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ۝﴾ ❶

''ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔'' یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تیرے علاوہ کسی کی نہیں، تجھی سے مدد مانگتے ہیں تیرے علاوہ کسی سے نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَٱعْلَمْ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ﴾ ❷

''سو (اے نبی ﷺ!) آپ جان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿إِلَّا مَن شَهِدَ بِٱلْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ۝٨٦﴾ ❸

''مگر جس نے حق کے ساتھ شہادت دی اور وہ جانتے ہیں۔''

مفسروں نے کہا کہ مگر جس نے (حق یعنی) لا الہ الا اللہ کی گواہی دی اور (وہ جانتے ہیں سے مراد) وہ اس کلمے کے معنے کو جانتے ہیں جس کی گواہی انھوں نے اپنے

---

❶ [الفاتحۃ: ۵]

❷ [محمد: ۱۹]

❸ [الزخرف: ۸۶]

دلوں میں اور زبانوں کے ذریعے دی ہے۔

صحیح مسلم میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) ❶

''جو شخص مر گیا اس حال میں کہ وہ (یقین کے ساتھ) جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

چناں چہ نبی ﷺ نے اس حدیث میں علم کی شرط بیان کر دی۔

دوسری شرط: دوسری شرط یقین ہے جو شک وشبہے کی ضد ہے، یعنی کلمہ گو کو اس کلمے پر ایسا پختہ یقین ہونا چاہیے کہ کسی شک اور شبہے کی گنجائش باقی نہ رہے۔

یقین مکمل اور بھرپور علم کا نام ہے، اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا۟ وَجَٰهَدُوا۟ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلصَّٰدِقُونَ ﴿١٥﴾﴾ ❷

''مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائیں پھر شک وشبہ نہ کریں، اور

---

❶ صحیح مسلم (حدیث نمبر: ۲۶)

❷ [الحجرات: ۱۵]

اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں (اپنے دعوائے ایمان میں) یہی سچے اور راست گو ہیں۔''

﴿ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُواْ ﴾ ''پھر شک وشبہ نہ کریں،، کا معنی ہے کہ وہ یقین رکھیں اور شک نہ کریں۔

صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، لَا يَلْقَى اللهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فِيهِمَا إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ.)) [1]

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو بندہ بھی ان دونوں (شہادتوں) کے ساتھ ان میں شک کیے بغیر اللہ سے ملے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

صحیح مسلم میں ہی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی حدیث ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) [2]

---

[1] صحیح مسلم (حدیث نمبر: ۲۷)

[2] صحیح مسلم (حدیث نمبر: ۳۱)

”اس چاردیواری کی دوسری طرف تمھیں جو بھی ایسا آدمی ملے جو دل کے پورے یقین کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہوا سے جنت کی خوش خبری سنادو۔“

یہاں آپ نے یقین کی شرط بیان کی۔

❸ **تیسری شرط:** تیسری شرط اخلاص ہے جو شرک اور ریا کاری کی ضد ہے، اخلاص عمل کو ہر قسم کے ظاہری و باطنی آلائش سے پاک وصاف کر کے پیدا ہوتا ہے، اس طرح کہ نیت کو تمام عبادات میں اللہ واحد کے لیے خالص کر دیا جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَلَا لِلَّهِ ٱلدِّينُ ٱلْخَالِصُ﴾ ❶

”خبردار اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے۔“

نیز فرمایا: ﴿وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعْبُدُواْ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ﴾ ❷

”انھیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔“

صحیح (بخاری) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ.)) ❸

---

❶ [الزمر:۳]

❷ [البینہ:۵]

❸ صحیح بخاری (حدیث نمبر:۹۹)

”قیامت میں سب سے زیادہ فیض یاب میری شفاعت سے وہ شخص ہوگا جو سچے دل سے یا سچے جی سے لا الہ الا اللہ کہے گا۔“

نبی ﷺ نے یہاں اخلاص کی شرط لگا دی۔

❹ **چوتھی شرط:** چوتھی شرط سچائی ہے جو جھوٹ کی ضد ہے، معنی یہ ہے کہ بندہ اس کلمے کو دل کی سچائی کے ساتھ کہے۔

سچائی یہ ہے کہ دل زبان کی ہم نوائی کرے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی برائی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُنَٰفِقُونَ قَالُوا۟ نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُۥ وَٱللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ لَكَٰذِبُونَ ۝١﴾ ❶

”تیرے پاس جب منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ یقیناً آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں۔“

چنانچہ اللہ ﷻ نے ان کی صفت جھوٹ کو بیان کیا، کیوں کہ جو بات وہ زبان سے کہہ رہے تھے وہ ان کے دل میں موجود نہ تھی۔

---

❶ [المنافقون: ۱]

اسی طرح اللہ ﷻ نے فرمایا:

﴿الٓمٓ ۝١ أَحَسِبَ ٱلنَّاسُ أَن يُتْرَكُوٓا۟ أَن يَقُولُوٓا۟ ءَامَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝٢ وَلَقَدْ فَتَنَّا ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَلَيَعْلَمَنَّ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ صَدَقُوا۟ وَلَيَعْلَمَنَّ ٱلْكَٰذِبِينَ ۝٣﴾ ❶

''الم، کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انھیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟ ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا یقیناً اللہ تعالیٰ انھیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کر لے گا جو جھوٹے ہیں۔''

صحیحین میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ.)) ❷

''جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو (دوزخ کی) آگ پر حرام کر دیتا ہے۔''

اس طرح نبی ﷺ نے سچائی کی شرط لگا دی۔

---

❶ [العنکبوت: ۱۔۳]

❷ صحیح بخاری (حدیث نمبر: ۱۲۸)، صحیح مسلم (حدیث نمبر: ۳۲)

❺ **پانچویں شرط:** پانچویں شرط محبت ہے جو بغض ونفرت کی ضد ہے، معنی یہ ہے کہ کلمہ گو اللہ، رسول، دین اسلام اور ان مسلمانوں سے محبت کرے جو اللہ کے احکام پر عمل اور اس کے حدود کی پابندی کرتے ہیں، اور ان لوگوں سے نفرت کرے جو لا الہ الا اللہ کی مخالفت کرتے ہیں اور لا الہ الا اللہ کو باطل کرنے والے امور جیسے کفر وشرک کو انجام دیتے ہیں، ایمان کے لیے محبت کی شرط کے دلائل میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

﴿وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ ٱللَّهِ ۖ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ ۗ وَلَوْ يَرَى ٱلَّذِينَ ظَلَمُوٓا۟ إِذْ يَرَوْنَ ٱلْعَذَابَ أَنَّ ٱلْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾﴾ ❶

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے، اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔''

اور حدیث میں ہے: ((أَوْثَقُ عُرَى الْإِيمَانِ: الْحُبُّ فِي اللهِ وَالْبُغْضُ فِي اللهِ)) ❷

''ایمان کا مضبوط کڑا اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے نفرت کرنا ہے۔''

❻ **چھٹی شرط:** چھٹی شرط قبول ہے جو رد کرنے کی ضد ہے، چناں چہ اس کلمے کو دل وزبان

---

❶ [سورۃ البقرۃ: ١٦٥]

❷ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند (۴/ ۲۸۶) میں روایت کیا ہے، اور البانی رحمہ اللہ نے "الصحیحۃ (حدیث نمبر: ۱۷۲۸) میں حسن قرار دیا ہے۔

کے ساتھ حقیقی طور پر قبول کرنا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان لوگوں کی خبریں بیان کی ہیں جنھیں اللہ نے لا الہ الا اللہ کو قبول کرنے کی وجہ سے نجات دی، اور ان کی بھی جنھیں اللہ نے اس کلمے کی عدم قبولیت کی بنا پر ہلاک وبرباد کر دیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ۚ كَذَٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنجِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾﴾ ❶

''پھر ہم اپنے پیغمبروں کو اور ایمان والوں کو بچا لیتے تھے، اسی طرح ہمارے ذمہ ہے کہ ہم ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔''

اسی طرح اللہ نے مشرکوں کے بارے میں فرمایا:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوٓا۟ إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٣٥﴾ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوٓا۟ ءَالِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍۭ ﴿٣٦﴾﴾ ❷

''یہ وہ (لوگ) ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑ دیں؟''

---

❶ [یونس: ۱۰۳]

❷ [الصافات: ۳۵]

❼ **ساتویں شرط:** ساتویں شرط اطاعت ہے جو چھوڑ دینے کی ضد ہے، چناں چہ لا الہ الا اللہ کہنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی شریعت کے تابع، اس کے حکم کا فرماں بردار ہو، اور اپنے چہرے کو اللہ کے سپرد کردے، کیوں کہ اسی طرح وہ لا الہ الا اللہ کو مضبوطی سے تھامنے والا ہوسکتا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُۥٓ إِلَى ٱللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ ٱسْتَمْسَكَ بِٱلْعُرْوَةِ ٱلْوُثْقَىٰ ﴾ ❶

''اور جو (شخص) اپنے آپ کو اللہ کے تابع کردے اور ہو بھی وہ نیکوکار یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھام لیا۔''

یعنی اس نے لا الہ الا اللہ کو مضبوطی سے تھام لیا، چنانچہ اللہ ﷻ نے شریعت الٰہی کی پابندی کی شرط لگا دی، جو اپنے چہرے کو مکمل طور پر اس کے سپرد کرنے سے حاصل ہوگا۔

یہ لا الہ الا اللہ کی شرطیں ہیں، (جن سے پتا چلتا ہے کہ) صرف کلمے کے الفاظ کو شمار کرلینا اور انھیں حفظ کرلینا مقصود نہیں ہے، چناں چہ بہت سے عام لوگ ایسے ہیں جن کے یہاں یہ شرطیں بدرجۂ اتم موجود ہیں اور وہ ان شرطوں کا خیال بھی رکھتے ہیں لیکن اگر

---

❶ [لقمان: ۲۲]

ان سے کہا جائے کہ ذرا ان شرطوں کو گنا دیجیے تو وہ اچھے سے گنا بھی نہیں سکتے، وہیں کچھ اس کلمے کے ایسے حافظ ہیں کہ تیر کی تیزی کے جیسے اس کلمے کو پڑھ سکتے ہیں لیکن وہ ایسے کام کرتے ہیں جو اس کلمے کے مخالف ہیں، اس لیے علم کے ساتھ عمل بھی مطلوب ہے، تاکہ آدمی اس کے ذریعے سچائی اور حق کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھنے والوں میں ہو جائے، البتہ اس بات کی توفیق دینے والا اور اس پر مدد کرنے والا تن تنہا اللہ ہی ہے، اس لیے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں اس کلمے کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، ساری تعریف صرف اللہ کی ہی ہے۔

کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کا معنی ومفہوم

کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ جو سب سے بہتر، سب سے افضل اور سب سے کامل ذکر ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں صرف زبان کی ادائیگی پر مقبول نہیں ہوگا، جب تک کہ بندہ اس کے حقیقی مفہوم کو نہ اپنائے، اور جب تک کہ اس کے بنیادی مقصد یعنی شرک کا انکار اور اللہ کی وحدانیت کو ثابت نہ کردے، ساتھ ہی ساتھ کلمۂ توحید کے مشمولات پر پختہ عقیدہ اور عمل بھی ضروری ہے، اس طرح سے ہی کوئی بندہ حقیقی مسلمان اور فرزندان لا الہ الا اللہ میں سے ہوسکتا ہے۔

یہ عظیم کلمہ اس بات پر مشتمل ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی چیز معبود نہیں ہوسکتی، بلکہ اللہ کے سوا کسی کی الوہیت سب سے بڑی باطل بات ہے، اور اس الوہیت کو ماننا سب سے بڑا ظلم اور انتہا درجے کی گمراہی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُواْ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُۥٓ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَـٰمَةِ وَهُمْ عَن دُعَآئِهِمْ غَـٰفِلُونَ ۝٥ وَإِذَا حُشِرَ ٱلنَّاسُ كَانُواْ لَهُمْ أَعْدَآءً وَكَانُواْ بِعِبَادَتِهِمْ كَـٰفِرِينَ ۝٦﴾ [1]

"اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی

---

[1] [الاحقاف: ٥-٦]

دعا قبول نہ کرسکیں، بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں۔ اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہوجائیں گے، اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے۔"

نیز فرمایا:

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِۦ هُوَ ٱلْبَٰطِلُ وَأَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْعَلِىُّ ٱلْكَبِيرُ ﴿٦٢﴾﴾ ❶

"یہ سب اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی وہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے، اور بے شک اللہ ہی بلندی والا کبریائی والا ہے۔"

اسی طرح فرمایا:

﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ ❷

"بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔"

نیز فرمایا: ﴿وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ ❸

"کافر لوگ ہی ظالم ہیں۔"

---

❶ [الحج: ٦٢]
❷ [لقمان: ١٣]
❸ [البقرة: ٢٥٤]

ظلم کسی چیز کو نامناسب جگہ رکھنے کو کہتے ہیں، اس لیے بلا شبہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا ظلم ہے، کیوں کہ یہ عبادت کو نامناسب جگہ رکھنا ہے، بلکہ یہ سب سے بڑا اور خطرناک ظلم ہے۔

یقیناً اس عظیم کلمے یعنی لا الہ الا اللہ کا ایک مفہوم ہے جسے سمجھنا ضروری ہے، ایک معنی ہے جسے پہچاننا واجب ہے، کیوں کہ اہل علم کا اجماع ہے کہ اس کلمے کے معنی کو سمجھے بغیر اور اس کے تقاضوں پر عمل کیے بغیر اسے پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا:

﴿وَلَا يَمْلِكُ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ ٱلشَّفَٰعَةَ إِلَّا مَن شَهِدَ بِٱلْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾﴾ ❶

''جنھیں یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کرنے کا اختیار نہیں رکھتے، ہاں (مستحقِ شفاعت وہ ہیں) جو حق بات کا اقرار کریں اور انھیں علم بھی ہو۔''

اس آیت کا مفہوم جیسا کہ مفسروں نے کہا یہ ہے کہ مگر (ان لوگوں کی شفاعت قبول کی جائے گی) جو لا الہ الا اللہ کی گواہی اس طرح دیتے ہیں کہ وہ اپنے دلوں میں اس چیز کے مفہوم کو خوب جانتے ہیں جس کی اپنے زبانوں کے ذریعے گواہی دیتے ہیں، کیوں

---

❶ [الزخرف:٨٦]

کہ گواہی دینے کے لیے ضروری ہے کہ جس کی گواہی دی جارہی ہو اس چیز کا علم ہو، علم نہ ہو تو وہ گواہی نہیں ہوگی، اسی طرح گواہی سچائی اختیار کرنے اور اس پر عمل کرنے کا بھی تقاضہ کرتی ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کلمے (کی قبولیت) کے لیے سچائی اور عمل کے ساتھ اس کا جاننا بھی ضروری ہے، چناں چہ علم کے ذریعے بندہ عیسائیوں کے طریقے سے بچ جاتا ہے جو بغیر علم کے عمل کرتے تھے، اور عمل کے ذریعے یہود کے طریقے سے بچ جاتا ہے جو علم تو رکھتے تھے مگر عمل نہیں کرتے تھے، اور سچائی کے ذریعے منافقوں کے طریقے سے بچ جاتا ہے جو ایسی چیز ظاہر کرتے تھے جو ان کے اندر نہیں تھی، اور اس طرح وہ اللہ کی سیدھی راہ پر چلنے والوں میں سے ہوجاتا ہے جن پر اللہ نے احسان کیا، ان میں سے نہیں جن پر اللہ کا غصہ نازل ہوتا ہے اور جو گمراہ ہیں۔

خلاصہ یہ کہ لا الہ الا اللہ اسی شخص کو فائدہ دے گا جو اس کے مفہوم کو اثبات اور نفی دونوں اعتبار سے جانتا ہو، اس کو مانتا ہو اور عمل بھی کرتا ہو، البتہ جو اس کلمے کو پڑھے لیکن اس کے مخالف کام یعنی شرک کرے تو وہ کافر ہے، اسی طرح جو اس کلمے کو پڑھنے کے باوجود کلمے کی کسی شرط یا واجب کا انکار کر کے اسلام سے پھر جائے تو اس کو بھی یہ کلمہ فائدہ نہیں دے گا، اگرچہ وہ اس کلمے کو ہزار دفعہ پڑھے، اسی طرح جو اس کلمے کو پڑھتے ہوئے عبادت کی بہت ساری قسمیں جیسے دعا، قربانی، نذر، مدد طلب کرنا، بھروسہ کرنا، رجوع،

خوف اور محبت وغیرہ غیر اللہ کے لیے انجام دے تو اس طرح کی عبادتوں کو جو صرف اللہ کے لیے موزوں ہیں غیر اللہ کے لیے انجام دینے والا اللہ کے ساتھ شرک عظیم کر رہا ہے، اگر چہ وہ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہو، کیوں کہ اس نے کلمے کے تقاضے یعنی توحید اور اخلاص کو نہیں اپنایا جو اس عظیم کلمے کا مقصود و مطلوب ہے۔ ❶

درحقیقت لا الہ الا اللہ کا معنی ہے کہ ایک معبود کے علاوہ کوئی برحق معبود نہیں ہے، اور وہ تن تنہا اللہ ہی ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے، کیوں کہ الہ لغت میں معبود کو کہتے ہیں، اس لیے لا الہ الا اللہ کا معنی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِىٓ إِلَيْهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعْبُدُونِ ﴿٢٥﴾﴾ ❷

”آپ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس لیے تم سب میری ہی عبادت کرو۔“

نیز فرمایا:

---

❶ دیکھیے: تیسیر العزیز الحمید (ص:۷۸)

❷ [الانبیاء:۲۵]

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ ❶

’’ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔‘‘

اس سے ظاہر ہوا کہ الٰہ بمعنی معبود ہے اور لا الہ الا اللہ کا معنی صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا اور طاغوت کی عبادت سے بچنا ہے۔

اسی لیے جب نبی ﷺ نے قریش کے کافروں سے کہا کہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلو تو انھوں نے کہا:

﴿أَجَعَلَ ٱلْأٓلِهَةَ إِلَٰهًا وَٰحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝﴾ ❷

’’کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کا ایک ہی معبود کر دیا، واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔‘‘

اسی طرح ہود علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے لا الہ الا اللہ کہنے کو کہا تو ان کی قوم نے کہا:

﴿أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا ۖ﴾ ❸

---

❶ [النحل:٣٦]

❷ [ص:٥]

❸ [الاعراف:٧٠]

”کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ان کو چھوڑ دیں۔“

یہ بات ان لوگوں نے اس وقت کہی جب ہود علیہ السلام نے انھیں لا الہ الا اللہ کی طرف بلایا، کیوں کہ وہ لوگ سمجھتے تھے کہ اس کلمے کا مطلب اللہ کے علاوہ ہر شخص کی الوہیت کا انکار اور صرف ایک اللہ کی جس کا کوئی شریک نہیں ہے الوہیت کا اقرار ہے، اس طرح لا الہ الا اللہ انکار اور اقرار پر مشتمل ہے، چناں چہ یہ کلمہ اللہ کے علاوہ ہر ایک کی الوہیت کا انکار کرتا ہے، یعنی اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے خواہ وہ فرشتے یا انبیا ہی کیوں نہ ہوں، دوسروں کی تو بات ہی الگ ہے، اور ان کے لیے عبادت کی کسی قسم کو انجام دینا درست نہیں ہے، اسی طرح یہ کلمہ صرف ایک اللہ کی الوہیت کو ثابت کرتا ہے، یعنی بندہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت کر ہی نہیں سکتا، بلکہ عبادت کے کسی کام میں ان کا ارادہ بھی نہیں کر سکتا، ایسا قلبی ارادہ جو عبادت کے کسی قسم کے ساتھ ان کی طرف مائل ہو، جیسے دعا، قربانی اور نذر وغیرہ۔

قرآن کریم میں بہت سے ایسے نصوص ہیں جو کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کے مفہوم اور مقصود کو ظاہر کرتے ہیں، انھیں میں سے اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

﴿وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾﴾ [1]

”تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔“

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ﴾ [2]

”انھیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں، ابراہیم حنیف کے دین پر۔“

نیز فرمایا:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ﴿٢٦﴾ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ﴿٢٧﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾﴾ [3]

”اور جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور

---

1. [البقرۃ: ۱۶۳]
2. [البینۃ: ۵]
3. [الزخرف: ۲۶-۲۸]

وہی مجھے ہدایت بھی کرے گا۔ اور (ابراہیم علیہ السلام) اسی کو اپنی اولاد میں بھی باقی رہنے والی بات قائم کر گئے، تاکہ لوگ (شرک سے) باز آتے رہیں۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۂ یٰس میں مذکور مومن شخص کی بات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَالِيَ لَآ أَعۡبُدُ ٱلَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيۡهِ تُرۡجَعُونَ ۝٢٢ ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً إِن يُرِدۡنِ ٱلرَّحۡمَٰنُ بِضُرّٖ لَّا تُغۡنِ عَنِّي شَفَٰعَتُهُمۡ شَيۡـٔٗا وَلَا يُنقِذُونِ ۝٢٣ إِنِّيٓ إِذٗا لَّفِي ضَلَٰلٖ مُّبِينٍ ۝٢٤﴾ ❶

"اور مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ کیا میں اسے چھوڑ کر ایسوں کو معبود بناؤں کہ اگر (اللہ) رحمٰن مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے کچھ بھی نفع نہ پہنچا سکے اور نہ وہ مجھے بچا سکیں، پھر تو میں یقیناً کھلی گمراہی میں ہوں۔"

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿قُلۡ إِنِّيٓ أُمِرۡتُ أَنۡ أَعۡبُدَ ٱللَّهَ مُخۡلِصٗا لَّهُ ٱلدِّينَ ۝١١ وَأُمِرۡتُ لِأَنۡ أَكُونَ أَوَّلَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ ۝١٢ قُلۡ إِنِّيٓ أَخَافُ إِنۡ عَصَيۡتُ رَبِّي عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيمٖ ۝١٣ قُلِ ٱللَّهَ أَعۡبُدُ مُخۡلِصٗا لَّهُۥ دِينِي ۝١٤﴾ ❷

---

❶ [یٰس: ۲۲-۲۴] ❷ [الزمر: ۱۱-۱۴]

”آپ کہہ دیجئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کروں کہ اسی کے لئے عبادت کو خالص کرلوں۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا فرماں بردار بن جاؤں۔ کہہ دیجئے کہ مجھے تو اپنے رب کی نافرمانی کرتے ہوئے بڑے دن کے عذاب کا خوف لگتا ہے۔ کہہ دیجئے کہ میں تو خالص کر کے صرف اپنے رب ہی کی عبادت کرتا ہوں۔“

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خاندان فرعون کے مرد مومن کی بات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَيَٰقَوْمِ مَا لِيٓ أَدْعُوكُمْ إِلَى ٱلنَّجَوٰةِ وَتَدْعُونَنِيٓ إِلَى ٱلنَّارِ ﴿٤١﴾ تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ بِٱللَّهِ وَأُشْرِكَ بِهِۦ مَا لَيْسَ لِي بِهِۦ عِلْمٌ وَأَنَا۠ أَدْعُوكُمْ إِلَى ٱلْعَزِيزِ ٱلْغَفَّٰرِ ﴿٤٢﴾ لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَدْعُونَنِيٓ إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُۥ دَعْوَةٌ فِي ٱلدُّنْيَا وَلَا فِي ٱلْءَاخِرَةِ وَأَنَّ مَرَدَّنَآ إِلَى ٱللَّهِ وَأَنَّ ٱلْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ﴿٤٣﴾﴾ ❶

”اے میری قوم! یہ کیا بات ہے کہ میں تمھیں نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلا رہے ہو۔ تم مجھے یہ دعوت دے رہے ہو کہ میں اللہ کے ساتھ کفر کروں اور اس

❶ [غافر: ۴۱-۴۳]

کے ساتھ شرک کروں جس کا کوئی علم مجھے نہیں، اور میں تمھیں غالب بخشنے والے (معبود) کی طرف دعوت دے رہا ہوں۔ یہ یقینی امر ہے کہ تم مجھے جس کی طرف بلا رہے ہو وہ تو نہ دنیا میں پکارے جانے کے قابل ہے نہ آخرت میں، اور یہ بھی (یقینی بات ہے) کہ ہم سب کا لوٹنا اللہ کی طرف ہے، اور حد سے گزر جانے والے ہی (یقیناً) اہل دوزخ ہیں۔''

اس مفہوم کی آیتیں بہت ساری ہیں، جو بتاتی ہیں کہ لا الہ الا اللہ کا معنی اللہ کے علاوہ ہر قسم کے شفیع وشریک کی عبادت سے علیحدگی کا اعلان کر کے صرف اکیلے تنہا اللہ کی عبادت کرنا ہے، یہی وہ ہدایت اور دین حق ہے جس کے ساتھ اللہ نے رسولوں کو بھیجا، اور اپنی کتابیں نازل کیں، لیکن انسان اگر معنی سمجھے بغیر اور تقاضوں پر عمل کیے بغیر صرف لا الہ الا اللہ کہے، بلکہ غیر اللہ کے لیے دعا، خوف، قربانی اور نذر وغیرہ جیسی عبادتوں کا ایک حصہ بھی دے تو یہ چیز بندے کے فرزندان لا الہ الا اللہ میں سے ہونے کے لیے کافی نہیں ہے، اور نہ ہی یہ کلمہ قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے اسے بچا سکتا ہے۔ [1]

کیوں کہ لا الہ الا اللہ کوئی ایسا اسم نہیں ہے جس کا کوئی معنی نہ ہو، نہ ہی کوئی ایسا قول ہے جس کی کوئی حقیقت نہ ہو، اور نہ ہی کوئی ایسا لفظ ہے جس کا کوئی مضمون نہ ہو، جیسا

---

[1] دیکھیے: تیسیر العزیز الحمید (ص: ۱۴۰)

کہ کچھ لوگ سمجھتے ہیں، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اس کلمے کا انتہا درجے کا اقرار دل میں کسی بھی معنیٰ کا عقیدہ رکھے بغیر محض اس کو زبان سے پڑھ لینا ہے، اور کسی بھی اصول اور ضابطے کی پابندی کیے بغیر اس کو کہہ دینا ہے، حالاں کہ ہرگز یہ اس عظیم کلمے کی شان نہیں ہے، بلکہ یہ ایسا اسم ہے جس کا معنیٰ عظیم ہے، ایسی بات ہے جس کا معنیٰ تمام معنوں سے زیادہ عمدہ ہے، اس کا خلاصہ جیسا کہ پیچھے گزرا یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ تمام چیزوں کی عبادت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا جائے، اور صرف ایک اللہ کی طرف خشوع وخضوع، عاجزی، حرص وشوق، رجوع، توکل، دعا اور طلب کے ساتھ توجہ کی جائے، چناں چہ لا الہ الا اللہ کہنے والا صرف اللہ سے مانگتا ہے، صرف اسی سے فریاد کرتا ہے، صرف اسی پر بھروسہ کرتا ہے، اور اللہ کے علاوہ کسی سے امید نہیں رکھتا، اس کے علاوہ کسی کے لیے قربانی نہیں کرتا، اور غیر اللہ کے لیے عبادت کے کوئی کام انجام نہیں دیتا، بلکہ ان تمام معبودوں کا انکار کرتا ہے جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے اور اللہ کے سامنے ان سے براءت کا اعلان کرتا ہے۔

واقعی کیا خوب اور کتنا عمدہ مسئلہ ہے، کتنی زبردست اور کتنی صاف اور واضح بات ہے، لیکن اس کی توفیق دینا صرف ایک اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہی تنہا مدد کے لیے پکارے جانے کے قابل ہے۔

شہادت لا الہ الا اللہ کے نواقض

کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کی شرطیں ابھی ہماری نظروں سے گزریں جن کا بندے کے اندر پایا جانا اللہ کے یہاں اس کلمے کے قبول ہونے کے لیے ضروری ہے، یہ عظیم الشان اور جلیل القدر شرطیں ہیں، ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ ان شرطوں پر بھرپور توجہ دے اور ان کا مکمل خیال رکھے۔

اسی طرح اس عظیم باب میں مسلمان کو جس پر زیادہ توجہ دینی چاہیے وہ اس کلمے کے نواقض کو جاننا ہے، تاکہ وہ ان سے بچ سکے، کیوں کہ اللہ ﷻ نے اپنی کتاب میں ان اہل ایمان کے طریقے کو تفصیل سے بیان کیا ہے جو اس کلمے کو اپنانے والے ہیں، اور ان مجرموں کے طریقے کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے جو اس کلمے کے مخالف ہیں، پھر اللہ سبحانہ نے دونوں کے انجام بھی بیان کیے، دونوں کے اعمال بھی بیان کیے، ان اسباب کو بھی بیان کیا جن کے ذریعے اہل ایمان کو توفیق دی، اور ان اسباب کو بھی جن کے ذریعے مجرموں کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا، دونوں چیزوں کو اللہ سبحانہ نے اپنی کتاب میں بہت واضح اور صاف ستھرے انداز میں بیان کر دیا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

﴿وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ ٱلْـَٔايَٰتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ ٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٥٥﴾﴾ [1]

---

[1] [الانعام: ۵۵]

''اسی طرح ہم آیات کی تفصیل کرتے رہتے ہیں تاکہ مجرمین کا طریقہ ظاہر ہوجائے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلۡهُدَىٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيلِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصۡلِهِۦ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرًا ١١٥﴾ ❶

''جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہوجانے کے بھی رسول ﷺ کے خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے ادھر ہی متوجہ کردیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔''

اس لیے جو شخص مجرموں کے راستے کو نہ پہچان سکے اور ان کا راستہ اس کے لیے واضح نہ ہو پائے تو ممکن ہے کہ ان کی کچھ باطل چیزوں کا وہ شکار ہوجائے، اسی لیے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ((إنما تُنقَضُ عُرى الإسلام عروة عروة إذا نشأ في الإسلام من لم يعرف الجاهلية)) اسلام کی کڑیاں ایک ایک کرکے اس وقت توڑ دی جائیں گی جب اسلام میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو جاہلی چیزوں کو نہ پہچانتے ہوں۔ ❷

اسی وجہ سے کتاب وسنت میں بہت سارے نصوص ارتداد اور ہر قسم کے شرک

---

❶ [النساء: ۱۱۵]

❷ دیکھیے: ابن القیم کی ''الفوائد'' (ص: ۲۰۱ اور اس کے بعد۔)

وکفر کے اسباب سے دور رہنے کی تلقین کے سلسلے میں وارد ہوئے ہیں جو کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کے مخالف ہیں، اسی طرح اہل علم ﷫ نے کتب فقہ کے باب حکم المرتد میں ذکر کیا ہے کہ مسلمان کبھی کبھار مختلف قسم کے ایسے نواقض کی وجہ سے اپنے دین سے مرتد ہو جاتا ہے، جن نواقض میں یا ان میں سے بعض میں پڑنے والا دین سے مرتد اور ملت سے دور ہو جاتا ہے، اور اس وقت اسے کلمۂ لا الہ الا اللہ کا صرف پڑھنا فائدہ نہیں دیتا، کیوں کہ یہ عظیم کلمہ جو سب سے بہتر اور سب سے افضل ذکر ہے اپنے پڑھنے والے کے لیے اس وقت تک فائدے مند ثابت نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اس کے شروط کو نہ اپنائے اور اس کے مخالف تمام چیزوں سے اجتناب نہ کرے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک مسلمان کے لیے ان نواقض کو جاننے کے دینی اعتبار سے بڑے فائدے ہیں، اگر ان نواقض کو وہ اس ارادے سے جانے کہ برائیوں سے محفوظ اور آفتوں سے بچ جائے، اس لیے جس شخص نے شرک، کفر، باطل اور ان کے سارے راستوں کو پہچان لیا، ان سے نفرت کی، ان سے بچا اور دوسروں کو بھی بچایا، ان کو اپنے نفس سے ایسے دور رکھا کہ یہ چیزیں اس کے ایمان کو نقصان نہ پہنچا سکیں، بلکہ ان نواقض کو جان کر حق کے بارے میں اس کی بصیرت اور محبت میں مزید اضافہ ہوا، اور ان نواقض سے مزید کراہت اور نفرت بڑھی تو اس کے لیے ان نواقض کو جاننے میں ایسے

فائدے اور بھلائیاں ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا، اللہ ﷻ تو چاہتا ہے کہ حق کے راستے کو پہچان کر اس سے محبت کی جائے اور اس پر چلا جائے، اور باطل کے راستے کو پہچان کر اس سے نفرت کی جائے اور دور رہا جائے، کیوں کہ مسلمان جس طرح خیر کے راستے کو پہچان کر اس پر چلنے کا ذمے دار ہے اسی طرح شر کے راستوں کو پہچان کر ان سے بچنے کا بھی ذمے دار ہے، صحیحین میں حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا:

((كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي)) [1]

''لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا اس خوف سے کہ کہیں شر مجھے اپنی گرفت میں نہ لے لے۔''

کسی شاعر نے کہا:

عَرَفتُ الشَرَّ لا لِلشَر	لِكِن لِتَوَقِّيهِ
وَمَن لَم يَعرِفِ الشَرَّ	مِنَ الخَيرِ يَقَع فيهِ

(میں نے برائی کو برائی کرنے کے لیے نہیں بلکہ اس سے بچنے کے لیے جانا، کیوں کہ جو برائی اور بھلائی کے درمیان فرق نہیں جانتا وہ برائی میں پڑ جاتا ہے۔)

[1] صحیح بخاری (حدیث نمبر: ۳۶۰۶)، صحیح مسلم (حدیث نمبر: ۱۸۴۷)

جب معاملہ اتنی اہمیت کا حامل ہے تو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان باتوں کو جانے جو کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کے مخالف ہیں، تا کہ ان سے بچ سکے، ویسے تو کلمۂ توحید (جیسا کہ پیچھے گزرا) بہت ساری چیزوں کے انجام دینے سے باطل ہو جاتا ہے مگر ان میں سب سے خطرناک اور سب سے زیادہ پائے جانے والے دس نواقض ہیں جنھیں کئی اہل علم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے، آنے والے سطور میں انھیں نواقض کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے، تا کہ مسلمان ان سے بچ سکے اور اپنے علاوہ دوسرے مسلمانوں کو بھی سلامتی اور عافیت کے ارادے سے ان سے بچا سکے۔[1]

(1) **پہلا ناقض:** اللہ کی عبادت میں شرک کرنا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا ﴿١١٦﴾﴾[2]

”اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔“

نیز فرمایا:

---

(1) دیکھیے: الدرر السنية فی الاجوبة النجدية (۲/ ۲۳۲ اور اس کے بعد۔)

(2) [النساء: ۱۱۶]

﴿إِنَّهُۥ مَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّـٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿٧٢﴾﴾ ❶

”یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے، اور گنہ گاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔“

انھیں شرکیہ امور میں سے مُردوں سے دعا مانگنا، ان سے فریاد کرنا، ان کے لیے منت ماننا اور ان کے لیے قربانی کرنا وغیرہ ہے۔

❷ **دوسرا ناقض:** جو شخص اپنے اور اللہ کے مابین غیر اللہ کو وسیلہ بناتا ہے، ان سے دعا مانگتا ہے، ان سے شفاعت کا طلب گار رہتا ہے اور ان پر توکل کرتا ہے تو وہ بالا جماع کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَـٰٓؤُلَآءِ شُفَعَـٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّـُٔونَ ٱللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَلَا فِى ٱلْأَرْضِ ۚ سُبْحَـٰنَهُۥ وَتَعَـٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٨﴾﴾ ❷

”اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ

---

❶ [المائدۃ: ۷۲]

❷ [یونس: ۱۸]

ان کو نفع پہنچا سکیں، اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ کہہ دیجئے
کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین
میں، وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے۔''

❸ **تیسرا ناقض:** جو مشرکین کو کافر قرار نہیں دیتا یا ان کے کفر میں شک کرتا ہے یا پھر ان کے
مذہب کو صحیح قرار دیتا ہے تو اس نے کفر کیا۔

❹ **چوتھا ناقض:** جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور کا طریقۂ کار زیادہ کامل
ہے یا پھر آپ ﷺ کے فیصلے کی بجائے کسی غیر کا فیصلہ زیادہ بہتر اور افضل ہے تو وہ کافر ہے،
جیسے وہ لوگ جو طاغوتوں کے فیصلے کو اللہ ﷻ کے فیصلے پر ترجیح دیتے ہیں۔

❺ **پانچواں ناقض:** جو شخص رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت میں سے کسی حکم کو ناپسند کرتا
ہے وہ کافر ہو جاتا ہے اگرچہ وہ اس پر عمل بھی کرے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا۟ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَٰلَهُمْ ۝٩﴾ ❶

''یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ چیز سے ناخوش ہوئے، پس اللہ تعالیٰ نے (بھی) ان
کے اعمال ضائع کر دیئے۔''

❻ **چھٹا ناقض:** جو شخص رسول اللہ ﷺ کے دین میں سے کسی حکم کا یا پھر اس پر ملنے والے
ثواب یا سزا کا مذاق اڑاتا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

---

❶ [محمد: ۹]

اس کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ أَبِٱللَّهِ وَءَايَٰتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ۝٦٥ لَا تَعْتَذِرُوا۟ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَٰنِكُمْ ﴾ ❶

’’کہہ دیجئے کہ اللہ، اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لئے رہ گئے ہیں؟ تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہو گئے۔‘‘

❼ **ساتواں ناقض:** جادو ہے۔ صرف (دلوں کو پھیرنا) اور عطف (دل میں جھکاؤ اور میلان پیدا کرنا) بھی جادو ہی کی ایک قسم ہے۔ جو شخص جادو کرتا ہے یا پھر اسے اچھا خیال کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اس کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَآ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ﴾ ❷

’’وہ دونوں (ہاروت اور ماروت) بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ کر۔‘‘

❽ **آٹھواں ناقض:** مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی پشت پناہی اور مدد کرنا۔ اس کی دلیل فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُۥ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴾ ❸

---

❶ [التوبہ: ۶۶-۶۵] ❷ [التوبہ: ۶۶-۶۵]

❸ [المائدہ: ۵۱]

تم میں سے جو بھی ان میں کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انھیں میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا۔

❾ **نواں ناقض:** جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ بعض لوگ محمد ﷺ کی شریعت کی پابندی سے نکل سکتے ہیں تو وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَـٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى ٱلْـَٔاخِرَةِ مِنَ ٱلْخَـٰسِرِينَ ﴿٨٥﴾﴾ [1]

”جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔“

❿ **دسواں ناقض:** اللہ کے دین سے اس طرح اعراض کرنا کہ نہ تو اسے سیکھے اور نہ اس پر عمل کرے۔ اس بات کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِـَٔايَـٰتِ رَبِّهِۦ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَآ ۚ إِنَّا مِنَ ٱلْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ ﴿٢٢﴾﴾ [2]

”اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے نصیحت کی گئی پھر بھی اس نے ان سے منھ پھیر لیا، یقین مانو کہ ہم گناہ گاروں سے انتقام لینے والے ہیں۔“

---

❶ [آل عمران:٨٥]

❷ [السجدة:٢٢]

یہ کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کے دس نواقض ہیں، جو شخص ان میں سے کسی بھی ناقض میں پڑ جائے (اللہ ہم سب کو محفوظ رکھے) تو اس کی توحید ختم ہو جائے گی اور اس کا ایمان ضائع ہو جائے گا، اور وہ لا الہ الا اللہ سے کوئی بھی فائدہ حاصل نہ کر پائے گا۔

اہل علم نے وضاحت کے ساتھ یہ بات بیان کی ہے کہ ان نواقض کے ارتکاب میں سنجیدہ یا مذاق کرنے والے اسی طرح خوف زدہ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، (سب مجرم ہیں) سوائے مجبور کے (کہ اس کو معاف سمجھا جائے گا)۔

یہ تمام نواقضِ اسلام بہت ہی زیادہ سنگین اور بکثرت واقع ہونے والے نواقض ہیں۔ اس لیے مسلمان کو چاہئے کہ وہ ان سے بچے اور ڈرتا رہے کہ کہیں وہ ان کی زد میں نہ آجائے۔ ہم اللہ کے غضب کا باعث بننے والے اسباب اور اس کے دردناک عذاب سے اس کی پناہ مانگتے ہیں، اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہم سب کو ان اعمال کی توفیق عطا فرمائے جو اس کو راضی کر سکیں، اور ہمیں اور تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر گامزن فرمائے، وہی سننے والا، دعائیں قبول کرنے والا اور قریب ہے۔

اللہ کے اسم مفرد ظاہر یا ضمیر کا تنہا ذکر کرنے کی قباحت کا بیان

گزشتہ سطور میں کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کی فضیلت کے بارے میں گفتگو ہوئی، اور یہ بتایا گیا کہ یہ سب سے بہتر کلمہ ہے جس کے ذریعے رب کا ذکر کرنے والے ذکر کرتے ہیں، سب سے افضل کلمہ ہے جسے ان کی زبانیں ادا کرتی ہیں، یہ وہ کلمہ ہے جس کے الفاظ تو مختصر مگر معانی بڑے عظیم ہیں، جس کی بندوں کو سب زیادہ حاجت اور ضرورت ہے، بلکہ اس کلمے کی انھیں کھانے پینے، پہننے اوڑھنے اور تمام چیزوں سے زیادہ ضرورت ہے، اور چوں کہ لوگوں کو بلکہ پوری دنیا والوں کو اس کلمے کی ایسی ضرورت ہے جس کی کوئی انتہا نہیں جس کی کوئی حد نہیں اس لیے یہ کلمہ سب سے زیادہ پایا جانے والا، آسانی سے حاصل ہونے والا، عظیم معنیٰ اور بڑے مقام والا کلمہ ہے۔

لیکن اس کے باوجود کچھ عوام اور جاہل افراد اس سے بے توجہی برتتے ہیں، اور ایسی نئی نئی دعاؤں اور گھڑے ہوئے اذکار کی طرف جاتے ہیں جو نہ تو کتاب وسنت میں ہیں اور نہ ہی سلف امت میں کسی سے منقول ہیں۔ [1]

مثال کے طور پر صوفیوں میں سے بعض اہل طریقت اپنے اذکار میں صرف اللہ کے اسم ظاہر کا ذکر کرتے ہیں یعنی صرف (اللہ، اللہ) کہتے ہیں، لفظ جلالہ کو بار بار دوہراتے ہیں،

---

[1] دیکھیے: شیخ عبدالرحمن بن حسن آل الشیخ کی "فتح المجید" (ص:۴۵)

اور کبھی ان میں سے کچھ لوگ اس کی جگہ صرف اسم ضمیر یعنی (ھو) کو بار بار دوہراتے ہیں، اور کبھی ان میں سے کچھ لوگ اس میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ کے ذکر کو عوام کے لیے، اسم مفرد (یعنی اللہ) کے ذکر کو خاص لوگوں کے لیے اور اسم ضمیر (یعنی ھو) کے ذکر کو انتہائی خاص لوگوں کے لیے قرار دیتے ہیں، بلکہ کچھ لوگ کبھی یہ بھی کہتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ مومنوں کے لیے، اللہ عارفوں کے لیے اور ھو محققوں کے لیے ہے، اس طرح وہ لوگ اسم مفرد ظاہر (یعنی لفظ اللہ) کے ذکر کو یا ضمیر (یعنی لفظ ھو) کے ذکر کو اس لا الہ الا اللہ کے ذکر سے بہتر قرار دیتے ہیں جسے اللہ کے رسول ﷺ نے سب سے بہتر ذکر قرار دیا ہے، اور یہ بتایا ہے کہ یہی وہ سب سے بہتر کلمہ ہے جسے آپ نے اور آپ سے پہلے کے تمام انبیائے کرام نے پڑھا ہے، جیسا کہ پہلے اس طرح کی کچھ حدیثیں گزر چکیں، حالاں کہ اسم مفرد ظاہر یا ضمیر کا ذکر کتاب وسنت میں مشروع نہیں ہے، اور نہ ہی سلف امت میں کسی سے منقول ہے، بلکہ اس طرح کی بات بعد میں آنے والے کچھ گمراہوں نے بغیر دلیل اور ثبوت کے کہی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس بدعتی ذکر کے بارے میں ان کے تمام دعووں کی قلعی کھول دی ہے، نیز اس کی تائید وثبوت میں جتنے دلائل وہ پیش کرتے ہیں ان تمام دلائل کے فساد کو بھی بیان کیا ہے، آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ”طریقت کے متعلق کتاب لکھنے

والوں میں سے بعض نے اس طریقے کو عظیم قرار دیا ہے، اور اس کے لیے کبھی وہ وجد سے، کبھی رائے سے تو کبھی جھوٹی حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں، جیسا کہ ان میں سے کسی نے روایت بیان کی کہ نبی ﷺ نے علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو (اللہ، اللہ، اللہ) کہنے کی تلقین کی، آپ نے اسے تین مرتبہ پڑھا پھر علی رضی اللہ عنہ کو بھی تین مرتبہ پڑھنے کا حکم دیا، حالانکہ یہ حدیث محدثوں کے یہاں اجماعی طور پر موضوع ہے، البتہ نبی ﷺ نے ماثور دعا سکھائی ہے جس کا سب سے اہم حصہ لا الہ الا اللہ ہے، یہی وہ کلمہ ہے جسے نبی ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کے سامنے ان کی وفات کے وقت پیش کیا تھا، اور کہا:

((أَيْ عَمِّ، قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ)) ❶

”چچا جان، لا الہ الا اللہ کہہ دیجیے، ایسا کلمہ جسے میں اللہ کے پاس آپ کے لیے بطور دلیل پیش کروں گا۔“

آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُولُهَا رجلٌ عِنْدَ حَضْرَةِ الْمَوْتِ إِلَّا وَجَدَ رُوحَهُ لَهَا رَوْحًا)) ❷

”میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جسے اگر کوئی شخص موت کے وقت کہے تو اس کی روح کو اس

❶ صحیح بخاری (حدیث نمبر: ۳۸۸۴)، صحیح مسلم (حدیث نمبر: ۲۴) مسیب رضی اللہ عنہ کی حدیث۔

❷ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ نے مسند (۱/ ۲۸) میں روایت کیا ہے، الفاظ بھی انھیں کے ہیں، اور ابن ماجہ (حدیث نمبر: ۳۷۹۵) نے طلحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

کلمے کی وجہ سے راحت حاصل ہوتی ہے۔“

نیز فرمایا: ((مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) [1]

”جس کی آخری بات لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

اسی طرح آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ)) [2]

”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں اس وقت تک کہ وہ اس بات کا اقرار کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، جس وقت وہ یہ کرنے لگیں گے تو مجھ سے اپنے جان و مال کو محفوظ کر لیں گے، سوائے اسلام کے حق کے۔ (رہا ان کے دل کا حال تو) ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔“

اس مفہوم کی احادیث بہت زیادہ ہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: ”جہاں تک بات ہے اسم مفرد (یعنی صرف لفظ

---

[1] اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ نے مسند (۵ / ۲۴۷) میں روایت کیا ہے، اور ابوداود نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے، البانی رحمہ اللہ نے ”ارواء الغلیل“ (حدیث نمبر: ۶۸۷) میں حسن قرار دیا ہے۔

[2] صحیح بخاری (حدیث نمبر: ۲۵)، صحیح مسلم (حدیث نمبر: ۲۲)

اللہ) کے ذکر کی تو وہ کسی بھی حالت میں مشروع نہیں ہے، شرعی دلیلوں میں کوئی بھی دلیل ایسی نہیں ہے جو اس کے مستحب ہونے پر دلالت کرے، اور گمراہ عابدوں کی ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے قول: ﴿ قُلِ ٱللَّهُۖ ثُمَّ ذَرْهُمْ ﴾ (آپ اللہ کہیے، پھر انھیں چھوڑ دیجیے) سے جو خیال کرتی ہے کہ اس سے مراد صرف اس نام (یعنی اللہ) کا ذکر ہے تو یہ ایک صاف غلطی ہے، اگر وہ لوگ اس جملے کے پہلے حصے پر غور کرتے تو معنی بالکل واضح ہوتا، کیوں کہ اللہ ﷻ نے فرمایا:

﴿وَمَا قَدَرُواْ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦٓ إِذْ قَالُواْ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِّن شَيْءٍۗ قُلْ مَنْ أَنزَلَ ٱلْكِتَٰبَ ٱلَّذِي جَآءَ بِهِۦ مُوسَىٰ نُورًا وَهُدًى لِّلنَّاسِۖ تَجْعَلُونَهُۥ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًاۖ وَعُلِّمْتُم مَّا لَمْ تَعْلَمُوٓاْ أَنتُمْ وَلَآ ءَابَآؤُكُمْۖ قُلِ ٱللَّهُۖ﴾ ❶

’’اور ان لوگوں نے اللہ کی جیسی قدر کرنا واجب تھی ویسی قدر نہ کی، جب کہ یوں کہہ دیا کہ اللہ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی، آپ یہ کہیے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی ہے جس کو موسیٰ لائے تھے؟! جس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ نور ہے اور لوگوں کے لئے وہ ہدایت ہے، جس کو تم نے ان متفرق اوراق میں رکھ چھوڑا ہے جن کو ظاہر کرتے ہو اور بہت سی باتوں کو

❶ [الانعام: ۹۱]

چھپاتے ہو، اور تم کو بہت سی ایسی باتیں بتائی گئی ہیں جن کو تم نہ جانتے تھے اور نہ تمھارے بڑے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ نے نازل فرمایا ہے۔''

یعنی آپ کہہ دیجیے کہ اللہ نے اس کتاب کو نازل کیا تھا جسے موسی علیہ السلام لائے تھے، یہ مکمل بات ہے، یہ وہ جملہ اسمیہ ہے جو مبتدا و خبر سے مل کر بنا ہے، اس کی خبر کو سوال کے جواب کی طرف اشارہ کرنے کے لیے حذف کر دیا گیا ہے، کلام عرب میں اس طرح کی بات عام فہم ہے۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اس کی کچھ مثالیں پیش کیں، اس کے بعد کہا: شرعی اور عقلی وحسی دلائل سے یہ بات واضح ہو چکی کہ بغیر کلام تام کے صرف اسم مفرد کا ذکر کرنا مستحب نہیں ہے، کیوں کہ صرف اسم نہ تو ایمان و کفر کو بتاتا ہے، نہ ہی ہدایت و گمراہی کو، اور نہ ہی علم و جہالت کو۔

یہاں تک کہ آپ نے کہا: اسی وجہ سے عربی زبان بلکہ تمام زبانوں کے ماہرین کا اتفاق ہے کہ صرف اسم پر وقف کرنا درست نہیں ہے، اور نہ ہی وہ کوئی مفید جملہ یا کلام تام بن سکتا ہے، اسی لیے جب کسی عربی نے ایک موذن کو أشهد أن محمدا رسولَ الله کہتے سنا تو کہا کہ اس نے یہ کیا کیا؟!

کیوں کہ جب اس نے اسم کو نصب (زبر) دیا تو وہ صفت بن گیا، اور چوں کہ

صفت موصوف کا جز ہوتا ہے اس لیے عربی نے اپنی درست فطرت کی بنا پر خبر مفید کی جستجو کی، البتہ موذن نے خبر دینے کا ہی ارادہ کیا تھا مگر غلطی کر بیٹھا۔

اس لیے اگر انسان ہزار ہا مرتبہ اللہ کا نام دوہرائے پھر بھی مومن نہیں ہوسکتا، اور نہ ہی اللہ کے ثواب اور جنت کا مستحق ہوسکتا ہے، کیوں کہ تمام مذاہب کے کفار اللہ کے مفرد نام کا ذکر کرتے ہیں، خواہ اللہ اور اس کی وحدانیت کو مانیں یا نہ مانیں۔

حتیٰ کہ اللہ نے جب ہمیں اپنے نام کے ذکر کا حکم دیا، جیسے فرمایا:

﴿فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ ❶

''جس شکار کو وہ تمھارے لئے پکڑ کر روک رکھیں تو تم اس سے کھالو اور اس پر اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرلیا کرو۔''

نیز فرمایا: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ ❷

''اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔''

اسی طرح اللہ نے فرمایا: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝١﴾ ❸

''اپنے بہت ہی بلند اللہ کے نام کی پاکیزگی بیان کر۔''

---

❶ [المائدۃ: ۴]

❷ [الانعام: ۱۲۱]

❸ [الاعلیٰ: ۱]

نیز فرمایا: ﴿فَسَبِّحْ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلْعَظِيمِ ﴿٧٤﴾﴾ ❶
''پس تو اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کر۔''

تو اس طرح کی آیات میں اللہ کے نام کے ذکر سے مراد کلام تام کے ذریعے اللہ کا ذکر کرنا ہے، جیسے بسم اللہ، سبحان ربي الأعلى اور سبحان ربي العظيم، وغیرہ کہنا، صرف اسم مجرد کا ذکر مشروع نہیں ہے، کیوں کہ اس سے نہ تو کسی حکم پر عمل ثابت ہوتا ہے، نہ ہی شکار یا ذبیحہ حلال ہوتا ہے اور نہ ہی کچھ اور۔

پھر آپ نے کہا: مذکورہ باتوں سے ثابت ہوا کہ صرف اسم مجرد کا ذکر مستحب ہی نہیں ہے، چہ جائے کہ وہ خواص کا ذکر ہو، اس سے بھی زیادہ بعید اسم ضمیر یعنی ھو کا ذکر ہے، کیوں کہ یہ تو بذات خود کسی معین شخص پر بھی دلالت نہیں کرتا، بلکہ اس سے مراد وہ مذکور یا معلوم شخص ہوتا ہے جس کی ھو وضاحت کرے، اس لیے اس کا معنی گفتگو کرنے والے کی نیت اور ارادے کے مطابق ہوتا ہے۔ ❷

ایک دوسری جگہ آپ نے فرمایا: اسم ضمیر مفرد کا ذکر سنت سے بہت دور، بدعت میں سمایا ہوا اور شیطانی گمراہی کے بہت قریب ہے۔

---

❶ [الواقعۃ:۷۴]
❷ مجموع الفتاوی(۱۰/۵۵۶_۵۶۵)

آپ نے فرمایا: یہاں یہی بتانا مقصد ہے کہ اللہ ﷻ کے ذکر کے لیے مسنون طریقہ یہ ہے کہ جملہ تامہ کے ذریعے ذکر کیا جائے، جسے کلام بھی کہتے ہیں، اور جس کی واحد کلمہ آتی ہے، کیوں کہ یہی دلوں کو نفع بخشتا ہے، اور اسی کے ذریعے اجر وثواب، اللہ کی قربت، معرفت، محبت اور خشیت جیسے بلند مقاصد اور بڑے اہداف حاصل ہوتے ہیں، اور محض اسم مفرد ضمیر یا ظاہر پر اکتفا کرنے کی کوئی اصل نہیں ہے، چہ جائے کہ یہ خواص یا عارفین کا ذکر ہو، بلکہ یہ مختلف قسم کی بدعتوں اور گمراہیوں کا وسیلہ ہے، نیز فاسد خیالات جیسے ملحدوں وقائلین وحدت الوجود کے احوال تک لے جانے کا ذریعہ ہے، چناں چہ دین کی بنیاد دو چیزوں پر قائم ہے: ایک یہ کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، دوسرا یہ کہ ہم اس کی عبادت اسی کے بتائے ہوئے طریقے پر کریں، بدعتوں کے ذریعے نہیں۔ [1] انتھی

آپ کے اس کلام میں اتنی تحقیق اور وضاحت ہے کہ اب اس معاملے میں کسی شک کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں ہے، صحیح ہے کہ حق ہمیشہ واضح ہوتا ہے۔

ان لوگوں کا ایسے بدعی اذکار پر ٹوٹ پڑنا جن کی اللہ کے دین میں کوئی اصل نہیں ہے اور نہ ہی جن کی کوئی شرعی بنیاد ہے، نیز اس کے بمقابل سنت صحیحہ اور شرعی اذکار کو چھوڑ دینا ایک مسلمان کے ذہن میں بہت سارے سوالات پیدا کرتا ہے کہ کون سی چیز انھیں نبی

---

[1] مجموع الفتاوی (۱۰ / ۲۲۷-۲۳۴)

کریم ﷺ کے طریقوں اور سنتوں سے موڑ کر ایسی چیزوں کی طرف لے جا رہی ہے جن کی اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی، ایسے اذکار کی طرف جن کی شریعت میں کوئی دلیل وثبوت نہیں ہے، اس کے باوجود وہ ان اذکار کی انتہائی تعظیم کرتے ہیں اور ان کی شان کو بلند کرتے نظر آتے ہیں، اور ان نبوی دعاؤں اور شرعی اذکار کی تحقیر کرتے ہیں جنھیں سرکار دو عالم، افضل الانبیا والرسل اور فرزندان خشوع وذکر کے امام وقدوہ پڑھا کرتے تھے؟

ان پر، ان کی آل پر، اور ان کے تمام اصحاب پر اللہ کی رحمتیں، سلام اور برکتیں نازل ہوں۔

❁ ❁ ❁ ❁